اسلامی اقتدار کا نقیب

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ

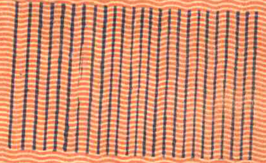
مولانا مفتی محمود

مولانا محمد یوسف رحمانی

گوادر کو غیر ملکی طاقت کے ہاتھوں فروخت کرنے کی سازش کی گئی تھی ؟

اکابر کی وضاحت فرمادیں

انتخابات کی تاریخ کا فوری اعلان کیا جاوے



شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہمارے بعض

جمعیۃ طلباء اسلام کے تربیتی اجتماع کے موقعہ پر پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کا پیغام

طلباء کے عظیم الشان اجتماع کی روئداد

پیغامِ محمود

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام سہ روزہ عظیم الشان مرکزی اجتماع منعقدہ لاہور کے موقعہ پر پاکستان
کے صدر اور جمعیۃ علماء اسلام کے ناظمِ عمومی حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ نے اپنے ایک پیغام میں ارشاد فر

میرے بیٹے اور عزیز بھائیو! انتہائی خواہش کے باوجود مجھے افسوس ہے کہ اپنی بیماری کی وجہ سے آپ کے اس اجتماع میں شرکت نہ کرسکا۔ تاہم یقین کیجیے کہ میری مخلصانہ دعائیں ہر وقت آپ کے ساتھ ہیں۔!

عزیز نوجوانو! آپ کے نیک اور پُرخلوص عزائم سے ہمیں بہت سی توقعات ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہماری جماعت کے پاس دولت اور سونا چاندی نہیں کے باوجود اللہ کے فضل سے ہمارے حوصلے بلند ہیں، کیونکہ ہمارا بھروسہ اللہ پر اور آپ نوجوانوں کی ہمت پر ہے۔ آپ ہمارا سرمایہ ہیں اور جس جماعت کے پاس اور باجرأت نوجوان ہوں وہ کبھی غریب اور نادار نہیں کہلا سکتی۔ میں آپ کو ایک پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کی سربلندی، ملک کی سالمیت، اور استحکام کے لیے بلند اخلاق، دیانتداری اور جرأت کے ساتھ ساتھ اپنی صفوں میں نظم و ضبط پیدا کریں۔ تو یقین کیجیے کہ آپ کو کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔ اور آپ ہی کے مجاہدانہ کارناموں سے نظامِ مصطفےٰ اس ملک میں رائج ہو کر رہے گا۔ آخر میں پھر دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر اور مددگار ہو۔ آپ سے بھی پُرخلوص دعاؤں کی درخواست ہے۔

محمود ۷۷ ۱۲ ۲۵ ء حال لاہور

قوم کا قاتل

از
حکیم افتخار فخر

پائے خاکساری ہے　　اس انقلاب زمانہ پہ عقل عاری ہے

ہے صیاد دیکھتے جاؤ!　　یہ رنگِ گرمیٔ بیدار دیکھتے جاؤ!

ج تنزل کی بارگاہ میں ہے　　مآلِ نخوت آمر مری نگاہ میں ہے

ستم کو مشغلۂ زندگی سمجھتا تھا　　ہمارے غم کو وہ اپنی خوشی سمجھتا تھا

ا زیست کو کوئی اصول کیا دیتا　　جو خار بوتا تھا دنیا کو پھول کیا دیتا!

بڑا غریب ہے سرمایہ دار کا بیٹا　　مگر زمانے میں نکلا نصیب کا ہیٹا

لٹیرا ملک کا ہے اور قوم کا قاتل　　خدا نے بخشا ہے پتھر اسے بجائے دل

سزائے دار کے قابل ہے اسکو دار ملے

ستم رسیدہ دلوں کو بھی کچھ قرار ملے

ادارہ

ادارِیہ:

خان عبدالقیوم خان کی ژاژخائی

قیوم لیگ کے سربراہ خان عبدالقیوم خان نے ملتان کے ایک ہوٹل میں اخباری نمایندوں سے بات چیت کرتے ہوئے جو کچھ کہا وہ سننے کی چیز ہے۔ خان صاحب موصوف کہتے ہیں۔ پاکستان کی مخالف جماعتیں جمعیۃ علماء اسلام اور کالعدم نیپ قومی اتحاد میں شامل ہو کر پیر صاحب پگارا شریف اور ان کی مسلم لیگ کے ذریعہ پنجاب اور سندھ میں اپنا سیاسی راستہ صاف کر رہی ہیں اور ان کا اصل مقصد سرحد میں اپنے قلعہ کو مضبوط کرنا ہے۔ خان قیوم نے کہا کہ نیپ اور جمعیۃ کے علاوہ جماعت اسلامی اور نوابزادہ نصراللہ خان نے قیام پاکستان کی سخت مخالفت کی تھی۔ قومی اتحاد دراصل ان جماعتوں کا مجموعہ بن گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مفتی محمود نے کہا تھا کہ وہ پاکستان میں رہنے کی بجائے بھارت کے کسی صوبے کا شہری ہونا زیادہ اعزاز سمجھتے ہیں۔ کالعدم نیپ کے سربراہ ولی خان نے کہا تھا کہ ہم جہلم تک کا علاقہ افغانستان کے ساتھ ملا دیں گے۔ ولی خان نے سرحد کے ریفرنڈم میں بھارت کا ساتھ دیا تھا۔ مگر مَیں نے اور میری جماعت نے ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ اگر ہم ریفرنڈم نہ جیتتے تو پاکستان کا وجود ممکن ہی نہ تھا۔ اس کے علاوہ بھی خان عبدالقیوم خان نے پاکستان قومی اتحاد اور خصوصیت کے ساتھ کالعدم نیپ اور جمعیۃ علماء اسلام کے متعلق زہر چکانی کی جو اخبارات میں آچکی ہے۔

قیوم لیگ کے سربراہ خان عبدالقیوم خان نے جمعیۃ علماء اسلام، کالعدم نیپ اور ان جماعتوں کے رہنماؤں سے متعلق جو ژاژخائی اور ہرزہ سرائی کی ہے وہ کوئی انوفی اور انوکھی بات نہیں ہے مسٹر قیوم خان کو اپنی پچاس سالہ سیاسی زندگی میں اگر کسی چیز سے دلچسپی رہی ہے تو وہ قوم میں انتشار کے بیج بونا اور چڑھتے سورج کی پوجا کرنا ہے۔ اخبارات کی فائلیں اور تاریخ کے اوراق کھنگالتے چلے جائیے اور ان میں جہاں جہاں بھی مسٹر خان قیوم کے کسی بیان پر آپ کی نظر پڑے نشان لگاتے جائیے۔ آخر میں ان بیانات اور خان قیوم خان کی پچاس سالہ سیاسی تگ و تاز کا ملخص اور ماحصل معلوم کیجئے ہمارے مذکورہ بالا دعوے کی تصدیق نہ ہو تو ہم گردن زدنی کوئی مرحلہ اور کوئی موقعہ ایسا نہیں بتایا جا سکتا جب اس مردِ آہن نے قوم میں انتشار و تشتت پیدا کرنے کی کوشش نہ کی ہو اور اقتدار کی چوکھٹ پر جبینِ نیاز نہ جھکائی ہو۔ اپنی سیاست کے روزِ آغاز سے لے کر تا دمِ تحریر قیوم خان کی عادتِ مستمرہ یہی رہی ہے اور اب تو یقین نہیں آتا کہ قیوم خان آنجہانی ہونے سے قبل اس عادتِ بد سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔

تقسیم سے پہلے متحدہ ہندوستان میں جب کانگریس کا غلغلہ بلند تھا تو یہ بزعمِ خویش "مردِ آہن" کانگریس کے پارلیمانی ڈپٹی لیڈر رہتے تھے۔ اور اپنی سیاسی بصیرت کے بل پر یہ باور کیے ہوئے تھے کہ انگریز کے ملک سے چلے جانے کے بعد کانگریس بلا شرکتِ غیرے اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہو گی تو ان کی بھی چاندی بنے گی۔ اس دوران خان عبدالغفار خان کو اپنا سیاسی مربی کہتے رہے، مگر جب قیوم خان کے سیاسی اندازوں کے برعکس مسلم لیگ ایک سیاسی قوت بن کر ابھری اور برصغیر کے چپے چپے سے عوام مسلم لیگ میں شامل ہونے شروع ہوئے اور اس طرح سے پاکستان کا خواب شرمندہ تعبیر ہوتا دکھائی دیا تو خانِ اعظم کانگریس کے پلیٹ فارم سے زقند لگا کر مسلم لیگ میں آ شامل ہوئے۔ ایک جست میں کانگریس سے اپنی پرانی وفاداریوں اور اپنی سابقہ تحریروں کو فراموش کر دیا۔ بانی پاکستان جن سے متعلق وہ اپنی کتاب گولڈ اینڈ گنز میں ہرزہ بانی کر چکے تھے، یکایک قیوم خان کے قاید بن گئے اور خان عبدالغفار خان جنگ آزادی میں اپنی جدوجہد اور ایثار کے باوجود قیوم خان



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر

جمعۃ المبارک ۲۶ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ ۶ جنوری

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدلِ اشتراک
سالانہ
۴۵ — روپے
ششماہی
۲۳ — روپے
سہ ماہی — ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

ہے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

سکے سیاسی مربی کی بجائے مسلم دشمن اور معتوب ٹھہرے۔

پاکستان بن جانے کے بعد بانی پاکستان کی کوشش تھی کہ پرانے سیاسی اختلافات کو بھلا کر منتشر قوتوں کو مجتمع کیا جائے اور اتحاد و اتفاق کی طرح ڈالی جائے اس مقصد کے لیے انہوں نے خان عبدالغفار خان اور ان کے برادر بزرگ کی خواہش پر صوبہ سرحد کا دورہ کرنے اور باہم دگر ملک کی فلاح و بہبود پہ گفتگو کرنے کا وعدہ کیا، لیکن خان قیوم خان کب چاہ سکتے تھے کہ ملک کی کشتی انتشار کے گرداب سے نکل کر اتحاد کے ساحل مراد تک پہونچے۔ انہوں نے بانی پاکستان کو خوشامد چاپلوسی اور اپنے مکارانہ سیاسی حربوں کے ذریعہ خان عبدالغفار خان سے ملنے ہی نہ دیا اور اپنی کارستانیوں سے دونوں رہنماؤں کے درمیان اختلافات کی خلیج وسیع سے وسیع تر کرنے کے لیے کام کرتے رہے خان قیوم خان سمجھتے تھے کہ اگر بانی پاکستان اور خان عبدالغفار خان باہم متحد ہو گئے تو ان کی سیاست کا چراغ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گل ہو جائے گا، کیونکہ کم از کم قیوم خان کو اپنے سیاسی قد کاٹھ کا اندازہ تو تھا ہی اور پھر خان عبدالغفار خان ایسے اصول پسند اور عظیم المرتبت آدمی کے سامنے ان کی حیثیت ہی کیا تھی۔ دوسرے قیوم خان کو یہ بھی علم تھا کہ ملکی سیاست میں تو طوطی کی نقار خانے میں کون سنے گا۔ صوبہ سرحد کا اقتدار بھی حاصل نہیں ہوگا۔ اس موقع پر ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ وہ بانی پاکستان اور خان عبدالغفار خان کے درمیان اگر غلط فہمیاں دور ہو جاتیں اور قیوم خان اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہوتے تو ملک محلاتی سازشوں اور بیوروکریسی کی دلدل میں نہ پھنستا۔ یہ سب قیوم خان کی خدمات کا تلخ ثمر بار ہے۔

مغربی پاکستان میں ڈاکٹر خان کی وزارت علیا کا زمانہ آیا تو قیوم خان منقار زیر پر رہے اور محلاتی سازشوں میں مصروف ہو گئے۔ حکومت کو اپنی وفاداریوں کا بھی یقین دلاتے رہے اور در پردہ سازشیں بھی کرتے رہے۔ ایوب خان کے دور میں ایبڈو زدہ قرار پائے اور جیل بھیج دیئے گئے، ایام اسیری میں بیمار ہونے کا واویلا کرتے رہے۔ جب بات نہ بنی تو ایوب خان کو طویل ترین معافی نامہ ارسال کیا۔ سیاسی حلقوں میں اسی دن سے "مرد آہن" "معافی خان" کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ایوب خان نے معافی دے دی تو منہ پہ مہر خاموشی لگالی۔

جب ایوب خان کے چل چلاؤ کا زمانہ آیا اور معافی خان کو یقین ہو گیا کہ اب ایوب خان اقتدار میں نہیں رہ سکتا تو ملکی سیاست میں پھر سے در آئے۔ قائد اعظم مسلم لیگ کے نام سے ایک عدد جماعت کی داغ بیل راتوں رات ڈالدی اور چل کھڑے ہوئے اپنی حب الوطنی اور قائد اعظم دوستی کا ڈھنڈورا پیٹنے اور بزعم خویش سوشلزم کے خلاف جنگ لڑنے۔ مارشل لاء یحییٰ خان آ گئے تو ان کی آغوش میں پہونچ گئے۔ مجیب الرحمٰن کامیاب ہوئے تو ان کی طرف رُخ کیا۔ جب اس نے گھانس نہ ڈالی تو کھسیانی بلی کی طرح مجیب الرحمٰن کے خلاف یحییٰ خان کے کان بھرنا شروع کر دیئے۔ نیپ کو کالعدم قرار دلوایا اور ملک کو ایک دفعہ پھر انتشار کی راہ پر ڈالدیا۔ ملک دو ٹکڑے ہو گیا اور بھٹو برسر اقتدار آ گئے تو ان پر دل و جان سے فدا ہونے لگے اور سارا اسلام بھول کر سوشلزم کی آغوش میں پناہ لینے ہی میں عافیت سمجھی۔

بھٹو نے سیاسی دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے نیپ سے پابندی اٹھالی اور صوبہ سرحد و بلوچستان میں جمعیۃ اور نیپ کی حکومتیں قائم کرنے پر رضامند ہو گئے سہ فریقی معاہدہ ہو گیا تینوں بڑی جماعتیں باہمی تعاون سے ملک کی گاڑی کو گرداب سے نکالنا چاہتی تھیں لیکن قیوم خان اپنی کارستانیوں سے کب باز آنے والے تھے۔ بھٹو کے کان بھرتے رہے اور بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ قوم کو پھر انتشار و افتراق کی راہ پر ڈال دیا۔ بھٹو نے اپنے سات سالہ دور اقتدار میں جو کچھ کیا اس میں قیوم خان برابر کے حصہ دار ہیں۔ ایف ایس۔ ایف ایسی نیم فوجی تنظیم انہی کی شہ دماغی کا شاخسانہ تھی۔

آمریت کے اس عفریت کے خلاف عوامیت کا طوفان اٹھا تو قیوم خان نے چپ سادھلی، تحریک بحالی جمہوریت تحریک نظام مصطفےٰ سے بدل گئی تب بھی قیوم خان چُپ رہے، سوچ یہ رکھا تھا کہ ایف ایس۔ ایف کی موجودگی میں کسی تحریک کا کامیابی سے ہمکنار ہونا ممکن ہی نہیں۔ پھر قیوم خان بھٹو کی آمرانہ اور ظالمانہ ذہنیت سے بھی آگاہ تھے۔ مگر انہیں یہ کب معلوم تھا کہ قدرت کا غیر مرئی ہاتھ بھی کارفرما ہو سکتا ہے اور تحریک کے شہیدوں اور مجاہدوں کا خون رنگ لا کر رہے گا۔

۵ جولائی کو بھٹو کے اقتدار کا سنگھاسن ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ڈول گیا تو قیوم خان پھر ہوا کا رُخ دیکھنے لگے کبھی مسلم لیگ پگاڑہ شریف سے سلسلہ جنبانی کرتے اور کبھی پیپلز پارٹی سے۔ پیپلز پارٹی کو اپنی موت آپ مرتے دیکھا اور یہ محسوس کیا کہ مسلم لیگ ان سے متعہ کرنے کے لیے تیار نہیں تو اصغر خان کی طرف بڑھے وہاں سے دھتکارے جانے کے بعد اب پھر اپنی پرانی روش پہ سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا اب قیوم خان کو پھر حب الوطنی کا دورہ شروع ہو گیا ہے اور اس کے لیے جمعیۃ اور نیپ کے رہنماؤں پہ الزام تراشیوں کا ڈول ڈال دیا ہے۔ قیوم خان اپنی عادت مستمرہ کے مطابق قوم میں انتشار و افتراق کا ناؤ پھونکنے چل پڑے ہیں۔ ساتھ ساتھ مارشل لاء انتظامیہ کی شان میں قصیدے الاپ کر موجودہ عبوری حکومت کو بھی ورغلانا چاہتے ہیں۔ پیرانہ سالی میں اس تمام تگ و دو کا مقصد وحید یہی ہے کہ اقتدار کی چوکھٹ پر سجدہ نصیب ہو جائے۔ اور قوم ایک بار پھر انتشار کے بھنور میں پھنس جائے۔ مولانا مفتی محمود اور خان عبدالولی خان تو قیوم خان کی الزام تراشیوں کو کیا خاطر میں لاتے ہیں، ہاں عوام کو اس گرگ کہن سال سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے

مولانا عبیداللہ انور کا دورہ ملتان

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا عبیداللہ انور ۸ جنوری بروز اتوار صبح ۸ بجے بذریعہ طیارہ ملتان پہونچ رہے ہیں جہاں آپ مقامی جمعیۃ کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شریک ہوں گے اور شام کو کبیر والا ضلع ملتان میں شیخ الہند سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی کانفرنس سے خطاب کریں گے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی اور ترجمان اسلام کے مدیر جناب اکرام القادری بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ہرگز نہ ہوگی۔
(ادارہ)

از حضرت مولانا محمد میاں صدیقی

امیرالمومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسلام میں مسلمان مردوں کے لئے جائز ہے کہ وہ کتابی عورتوں سے نکاح کرلیں۔ مگر اس میں کیونکہ مسلمان عورتوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ اس لئے جب حضرت حذیفہؓ نے ایک یہودی عورت سے نکاح کیا اور حضرت عمرؓ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے حضرت حذیفہؓ کو تہدید آمیز خط لکھا۔

"میں تمہیں تاکید کے ساتھ حکم دیتا ہوں کہ تمہیں جیسے ہی میرا خط ملے تم اس (یہودی) عورت کو طلاق دے دو۔ مجھے ڈر ہے کہ دوسرے مسلمان تمہاری پیروی کریں گے وہ ذمیوں کی عورتوں کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوکر انہیں اپنائیں گے۔ اس سے مسلمان عورتوں کی حق تلفی ہوگی اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گی۔"

(رسالہ در مذہب فاروق اعظمؓ از حکیم الامت شاہ ولی دہلوی قدس اللہ سرہ)

ابتدا میں حضرت عمر فاروقؓ اس بات کے شدید مخالف تھے کہ عورتوں کے مہر چار سو درہم سے زیادہ باندھے جائیں۔ ایک مرتبہ قریش کی ایک عورت حاضر خدمت ہوئی اور کہنے لگی۔ امیرالمومنین کیا آپ نے لوگوں کو منع کردیا ہے کہ وہ عورتوں کا چار سو درہم سے زیادہ مہر نہ باندھیں۔ کیا آپ نے قرآن کریم میں یہ آیت نہیں پڑھی؛

وآتیتم احداهن قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا اتاخذونه بهتانا واثما مبینا۔

یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ اے اللہ مجھے معاف کر ہر شخص عمر سے زیادہ سمجھدار ہے۔ اور پھر لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا بیشک میں تم لوگوں کو اس سے منع کرتا تھا کہ چار سو درہم سے زیادہ مہر باندھیں۔ مگر اب تم لوگوں کو اختیار ہے جو شخص بسہولت اور خوشی کے ساتھ جو کچھ اپنی عورتوں کو دینا چاہے وہ دے دے اسے اختیار ہے۔

اولیاتِ عمرؓ

حضرت عمر فاروقؓ نے ہر شعبہ میں اصلاحات کیں اور بے شمار نئے محکمے اور ادارے قائم کئے۔ مورخین انہیں "اولیات عمرؓ" سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کی فہرست یہ ہے۔

(۱) بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا (۲) عدالتیں قائم کیں (۳) قاضی مقرر کئے (۴) ہجری سن اور تاریخ کا اجرا کیا (۵) امیرالمومنین کا لقب اختیار کیا (۶) فوجی دفتر بنائے (۷) رضاکاروں کی تنخواہیں مقرر کیں (۸) دفتر مال بنایا (۹) پیمائش کا طریقہ جاری کیا (۱۰) مردم شماری کرائی (۱۱) نہریں کھدوائیں (۱۲) شہر آباد کئے (۱۳) ملک کو صوبوں کو تقسیم کیا (۱۴) دریا کی پیداوار مثلاً عنبر وغیرہ پر ٹیکس لگایا (۱۵) جیل خانہ تعمیر کیا (۱۶) درہ کا استعمال کیا (۱۷) غیر مسلم ملکوں کے تاجروں کو اپنے ملک میں تجارت کی غرض سے آنے کی اجازت دی (۱۸) راتوں کو گشت کرکے رعایا کی خبرگیری کا طریقہ نکالا (۱۹) پولیس کا محکمہ قائم کیا (۲۰) فوجی چھاؤنیاں بنائیں (۲۱) پرچہ نویس مقرر کئے۔ راستہ میں سرائے اور چوکیاں بنوائیں (۲۲) گمشدہ بچوں کی پرورش کے الگ فنڈ قائم کئے (۲۳) بے روزگار یہودیوں اور عیسائیوں کے وظیفے مقرر کئے (۲۴) معلموں اور مدرسوں کی تنخواہیں باندھیں (۲۵) قیاس کا اصول قائم کیا (۲۶) صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ کیا (۲۷) نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا (۲۸) تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں، بائن قرار دیا (۲۹) شراب نوشی کی سزا اسّی کوڑے مقرر کی (۳۰) تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی (۳۱) وقف کا طریقہ ایجاد کیا (۳۲) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کرایا (۳۳) مساجد میں وعظ کا طریقہ جاری کیا (۳۴) اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں (۳۵) مسجدوں میں روشنی کا انتظام کیا (۳۶) ہجو کہنے والے کے لئے تعزیر کی سزا مقرر کی (۳۷) غزلیہ اشعار میں عورتوں کا نام لینے کی ممانعت کی۔

(یہ اولیات تاریخ طبری، تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب (ابن جوزی) الفاروق (علامہ شبلیؒ) اور تاریخ الاسلام (شاہ معین الدین ندوی) میں مذکور ہیں۔

مفتوحات پر اجمالی نظر

حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت دس سال چھ مہینے اور پانچ دن رہا۔ حکومتوں کے اقبال و ادبار اور عروج و زوال کے لئے یہ کوئی طویل مدت نہیں۔ مگر دنیا نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اس محدود اور مختصر عرصہ میں اسلامی سلطنت کے حدود کتنے وسیع کردیئے تھے آپ نے چند ہی برسوں میں ایشیا اور افریقہ کا جغرافیہ بدل دیا۔ تمام مورخین اور تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عمرؓ کے مفتوحہ علاقوں کا رقبہ بائیس لاکھ اکیاون ہزار مربع میل تک پہنچ گیا تھا۔ اس اعداد و شمار میں شام، عراق، مصر، جزیرہ، خوزستان، عجم، آرمینیہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران کے علاقے شامل ہیں۔ ایشیائے کوچک جس کو اہل عرب روم کہتے ہیں اس میں شامل نہیں، کیونکہ اس میں ۲۰ھ میں حملہ ہوا تھا وہ پورے طور پر حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں اسلامی حکومت کا حصہ نہیں بنا تھا۔

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ "ازالۃ الخفا" میں لکھتے ہیں کہ:

"امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں ایک ہزار چھتیس (۱۰۳۶) شہر مع متعلقات مضافات فتح ہوئے۔ ان مفتوحہ علاقوں میں چار ہزار مسجدیں آباد ہوئیں ان چار ہزار مسجدوں میں نو سو جامع مسجدیں بھی شامل ہیں۔"

ایک نکتہ سنج مورخ کے دل میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ اتنی مختصر مدت میں چند مفلس اور بے سروسامان صحرا نشینوں نے فارس اور روم جیسی عظیم الشان سلطنتوں کو کیسے تہ و بالا کردیا۔ کیا یہ تاریخ عالم کا کوئی مستثنیٰ باب ہے ——؟

یقیناً یہ تاریخ عالم کا ایک مستثنیٰ باب تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام فتوحات کی تہ میں وہ جذبہ، جوش، عزم، استقلال، خلوص، دلیری اور بلند حوصلگی کارفرما تھی جو صحابہؓ

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے پیدا ہو گئی تھی اور جس کو عمر فاروقؓ نے تیز تر کر دیا تھا۔

مسلمان جب تک اس جذبے [illegible] اہل کی قوتوں کے سامنے سینہ سپر ہوتے رہے کہ اللہ کی سرزمین میں اللہ کا بول بالا کرنا ہے اور اللہ کے نبی برحق کی سچی تعلیمات کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانا ہے اسوقت تک دنیا کی کوئی طاقت انہیں زمین کی وسعتوں میں پھیلنے سے [illegible] اور جب یہ جذبہ ان کے سینوں میں سرد پڑ گیا اور وطن اور قومیت کا پرچم لے کر آگے بڑھے تو قدرت نے ذلت [illegible] ان کی مقدر کی۔

شہادت:

مدینہ منورہ میں مغیرہ بن شعبہ کا ایک مجوسی غلام فیروز نامی رہتا تھا جس کی کنیت ابولؤلؤ تھی۔ ایک روز اس نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ میرا آقا (مغیرہ) مجھ سے بہت زیادہ رقم وصول کرتا ہے آپ اس میں کمی کرا دیجئے۔ فاروق اعظمؓ نے رقم کے بارے میں پوچھا تو ابولؤلؤ نے جواب دیا کہ دو درہم روزانہ۔ فاروق اعظمؓ نے پیشہ پوچھا تو کہنے لگا آہن گری، نقاشی اور نجاری۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ان پیشوں کے مقابلہ میں یہ رقم زیادہ نہیں۔ حضرت عمرؓ کے اس جواب سے اس کو بہت طیش آیا اور سینہ میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔ خاموش ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "ابولؤلؤ! ہم نے سنا ہے کہ تو ایک قسم کی چکی بناتا ہے جو ہوا کے زور سے چلتی ہے۔ مدینہ میں آٹے کی تکلیف رہتی ہے، تو اسی قسم کی ایک چکی بنا دے"۔ اس خبیث نے بڑا ذومعنی جواب دیا۔ کہنے لگا میں ایسی چکی بناؤں گا جس کی آواز اور گھڑگھڑاہٹ اہل مشرق و مغرب سنیں گے۔ فاروق اعظمؓ اس کے تیور بھانپ گئے اور فرمانے لگے "یہ مجھے قتل کی دھمکی دے رہا ہے"۔

اگلے روز صبح کی نماز سے پہلے ابولؤلؤ مسجد میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب فاروق اعظمؓ نے نماز پڑھانی شروع کی تو اس نے کونے میں سے نکل کر خنجر کے چھ وار کئے ایک وار ناف کے نیچے پڑا۔ فاروق اعظمؓ زمین پر گر پڑے۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کرائی۔ صحابہؓ میں سے کسی نے نماز نہیں توڑی۔ صفیں اتنی برابر تھیں کہ اس بدبخت کو مسجد سے باہر نکلنے کی قدرت نہ ہوئی مگر اس نے چودہ نمازیوں کو زخمی کر دیا۔ عبدالرحمن بن عوف نے انتہائی مختصر تلاوت کر کے نماز ختم کر دی۔ نمازیوں نے قاتل کو پکڑ لیا مگر اس نے فوراً خودکشی کر لی

نماز ختم ہونے کے بعد لوگ امیرالمومنین کو گھر پر لے گئے۔ سب سے پہلے آپؓ نے پوچھا میرا قاتل کون ہے؟ جواب ملا ابولؤلؤ۔ آپؓ نے فرمایا خدا کا شکر کہ کوئی مسلمان نہیں۔ اس کے بعد عبدالرحمن بن عوف کو بلا کر فرمایا "میں علیؓ، سعد بن ابی وقاص، عثمان غنیؓ، طلحہ اور زبیر کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم لوگ آپس میں مشورہ کر کے اپنے میں سے کسی کو امیر منتخب کر لینا"۔ اس کے بعد فرمایا:

"تم لوگوں میں سے جو امیر منتخب ہو میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی انہیں اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ یہ تمہارے محسن ہیں۔ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ احسان [illegible] کرنا۔ ان کی خطاؤں سے درگزر کرنا اور مہاجرین کا بھی خیال رکھنا۔ یہ لوگ اسلام کی بنیاد اور اساس ہیں۔ ذمیوں کی دیکھ بھال ہی کو [illegible] کرنا اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری [illegible] کو ملحوظ رکھنا یعنی ان سے جو اقرار کر رکھا ہے نبھانا۔ اس کے بعد آپ نے ہاتھ اٹھا کر کہا اللّٰھم قد بلغت لقد ترکت الخلیفۃ من بعدی من انقی من الراعیۃ

ابتدا میں لوگوں کا خیال تھا کہ زخم اتنا کاری نہیں آپؓ بچ جائیں گے۔ مگر جب طبیب نے آپ کو نبیذ پلائی تو وہ زخم کی راہ سے نکل گئی۔ پھر دودھ پلایا وہ بھی نکل گیا۔ تب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب امیرالمومنین جانبر نہ ہو سکیں گے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو بلایا اور کہا "میری آخری خواہش یہ ہے کہ میں اپنے دو ساتھیوں (نبی علیہ السلام اور ابوبکر صدیقؓ) کے پہلو میں دفن کیا جاؤں۔ تم جاؤ اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے کہو کہ عمرؓ سلام عرض کرتا ہے اور اپنے دو ساتھیوں کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے"۔

حضرت عائشہؓ نے اجازت مرحمت فرمائی مگر فاروق اعظمؓ کی احتیاط دیکھئے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا "ہو سکتا ہے ام المومنین نے میرے لحاظ میں اجازت دے دی ہو لیکن میں زندہ ہوں۔ جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو اسے حجرۂ مبارک سے باہر رکھ دینا اور پھر ام المومنین سے عرض کرنا کہ عمر بن الخطاب اپنے دو ساتھیوں کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے اگر اس وقت بھی اجازت دیں تو حضورؐ کے قدموں میں دفنا دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان لے جا کر دفن کر دینا۔

آپ برابر ذکراللہ میں مشغول رہے یہاں تک کہ شب چہارشنبہ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

سول انتظامیہ میں پیپلز پارٹی کے گھس بیٹھیے

زاہد الراشدی

غریب دکانداروں کا قصور؟

پولیس ان دنوں اپنی کارکردگی دکھلانے کے لیے چھوٹے دکانداروں اور پرچون فروشوں کے خلاف دھڑا دھڑ کارروائیوں میں مصروف ہے اور روزنامہ اخبارات میں ملاوٹ اور گراں فروشی کے الزامات میں مختلف مقامات سے ان دکانداروں کی گرفتاریوں اور سزاؤں کی خبریں شائع ہو رہی ہیں۔

ملاوٹ اور گراں فروشی کے خلاف کارروائی ضروری ہے اور مستحسن بھی، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان دونوں چیزوں کی ذمہ داری پرچون فروشوں اور چھوٹے دکانداروں پر ہی عاید ہوتی ہے؟ ہمارے خیال میں اس نقطۂ نظر پر نظر ثانی کی ضرورت ہے، کیونکہ ملاوٹ اور گراں فروشی میں اگرچہ کسی حد تک پرچون فروش بھی ملوث ہوتے ہیں، لیکن ان کا اصل سرچشمہ تھوک فروش بلکہ تیار کنندگان ہیں اور اس سے زیادہ بھی ملاوٹ اور گراں فروشی کی ذمہ داری اس غلط اور غیر فطری نظام معیشت پر عاید ہوتی ہے جس کو غلط اور باطل قرار دینے کے باوجود ہم اسے بدلنے پر خود کو آمادہ نہیں کر سکے اور اصلاحات کے نام پر "وقتاً فوقتاً" مرہم رکھ کر دل کو بہلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں

حکومت کو چھوٹے دکانداروں پر سارا نزلہ گرانے کی بجائے ملاوٹ اور گراں فروشی کے اصل اسباب و محرکات کی راہ روکنے کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں، ورنہ ملک کے مختلف حصوں سے چند سو دکانداروں کو گرفتار کرنے سے مہنگائی اور ملاوٹ کی رفتار پر کوئی منطقی اثر نہیں پڑے گا۔

بدحواسی یا ؟

روزنامہ نوائے وقت لاہور نے شیخوپورہ کے نمائندہ خصوصی کے حوالے سے ۲۹ دسمبر کے شمارہ میں :

"ٹیلی ویژن والوں کی بدحواسی" کے زیر عنوان ایک خبر میں انکشاف کیا ہے کہ گذشتہ روز لاہور ٹیلی ویژن سے کسی گذشتہ تقریب کی فلم ٹیلی کاسٹ کی گئی ہے جس میں چیف آف آرمی سٹاف جنرل محمد ضیاء الحق کو سابق وزیر اعظم بھٹو کو سلامی دیتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

ہمارے خیال میں ٹیلی ویژن والوں کی اس حرکت کو محض بدحواسی کا عنوان نہیں دیا جا سکتا اور ہمیں اس معاملہ کا دوسرا پہلو کسی طور بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ہماری سوچی سمجھی رائے ہے کہ انتظامیہ میں سابق حکمران گروہ کے پروردہ اور گھس بیٹھیے ایسے افسران کی کمی نہیں ہے جو مختلف شعبوں میں اب بھی مسٹر بھٹو اور ان کی پارٹی کے مفاد میں کام کر رہے ہیں بالخصوص وہ افسران جنہیں محض بھٹو پرستی کی بنا پر کسی جواز کے بغیر تقرریوں اور ترقیوں سے نوازا گیا تھا۔

مارشل لا انتظامیہ نے جس وقت ملک کا نظم و نسق سنبھالا تھا، اس کے بعد سے اب تک اگر سول انتظامیہ کے طرز عمل کا مجموعی جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح طور پر محسوس کی جائے گی کہ سول انتظامیہ کا رویّہ اور کارکردگی مارشل لا حکومت کے لیے کسی نیک نامی کا باعث نہیں بن سکا اور ہم اسے محض اتفاق قرار دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

ہم عبوری حکومت سے گذارش کریں گے کہ وہ سول انتظامیہ کے مجموعی کردار بالخصوص بھٹو آمریت کے دور میں بلا جواز ترقیوں اور تقرریوں سے بہرہ ور ہونے والے افسران پر کڑی نظر رکھے تاکہ وہ ملک میں جن خوشگوار تبدیلیوں کی بنیاد رکھنا چاہتی ہے وہ نوکرشاہی کی مخصوص چالوں کا شکار ہوکر نہ رہ جائے۔

باہر جانے کا جنون

روزنامہ نوائے وقت لاہور کی ایک خبر کے مطابق وفاقی تحقیقاتی ادارے نے تقریباً ایک درجن ایسی ریکروٹنگ ایجنسیوں کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کیا ہے جو پاکستانیوں کو بوگس ویزوں پر بیرون ملک بھجوانے کا مذموم کاروبار کرتی ہیں۔

ابھی کچھ دنوں قبل حکومت مغربی جرمنی نے ایک خصوصی طیارے کے ذریعہ ایک سو چار پاکستانیوں کو واپس بھجوا دیا تھا جو غیر قانونی طور پر انہی ریکروٹنگ ایجنسیوں کے ذریعے وہاں پہونچے تھے اور یہ واقعہ پاکستان کے لیے بین الاقوامی سطح پر رسوائی کا باعث بنا تھا۔

ہمارے ہاں باہر جانے کا رجحان اب جنون کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے جس کے محرکات میں ملک میں معقول روزگار کے فقدان اور ہنرمند افراد کی بے قدری کے ساتھ ساتھ دولت جمع کرنے اور معیارِ زندگی کی دوڑ میں سب سے آگے بڑھ جانے کی ہوس بھی شامل ہے۔ ہم اہل علم و فن کے ملک سے باہر جانے کے مخالف نہیں، کیونکہ اس سے ملک کی نیک نامی کے ساتھ ساتھ زرمبادلہ بھی حاصل ہوتا ہے جو آج کے دور میں پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کی سب سے بڑی ضرورت ہے، لیکن باہر جانے کے نام سے اس وقت جو ہمارے ہاں ہو رہا ہے اسے کسی بھی صورت مستحسن قرار نہیں دیا جا سکتا۔

حکومت اور دیگر قومی اداروں کو اس صورتِ حال کا جائزہ لینا چاہیے اور ویزوں کا جعلی کاروبار کرنے والی

ایجنسیوں کے خلاف کارروائی کرنے کے ساتھ ساتھ ملک سے افرادی قوت کے اس بے تحاشا انخلاء کے اثرات و نتائج پر بھی نظرثانی رکھنی چاہیے۔

ہماری رائے میں حکومت کو ملک کی افرادی قوۃ کی منصوبہ بندی کر کے ملک میں روزگار کے مواقع میں وسعت پیدا کرنی چاہیے۔ اور جن افراد کا بیرونِ ملک جانا ملک و قوم کے مفاد میں ہو ان کی بھی مناسب تربیت کا اہتمام کیا جانا چاہیے تاکہ وہ بیرون ملک میں اپنے وطن کی بدنامی اور رسوائی کا ذریعہ نہ بنیں۔

حلال کی کمائی

اے پی پی کی اطلاع کے مطابق چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلام آباد میں سہ فریقی لیبر کانفرنس کے عشائیہ میں مزدوروں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ حلال کی کمائی میں برکت ہوتی ہے اور انسان زرق سے اس وقت ہی بھرپور استفادہ کر سکتا ہے جب وہ حلال کمائی کے ذریعہ حاصل کیا ہو۔

جنرل موصوف کا ارشاد بالکل بجا ہے، مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ حلال کمائی کا ذریعہ کیا ہے کیا اس نظام معیشت میں جس کی بنیاد سود اور سٹے پر ہو کوئی بھی فرد اپنی کمائی کے خالص حلال ہونے کا یقین کر سکتا ہے۔؟

جنرل صاحب موصوف صاحب اختیار ہیں۔ اس لیے یہ فرض سب سے پہلے انہی کا ہے کہ وہ اس ملک میں حلال کمائی کے مواقع لوگوں کو مہیا کریں اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک معیشت کے اجتماعی نظام کو حرام سے پاک کر کے حلال پر اس کی بنیاد نہیں رکھی جاتی۔

عبدالحنان ولد حاجی محمود بخش قوم کھاکھی

رنگ گندمی، عمر ۱۶ سال تقریباً شعبان سے گم شدہ ہے جس صاحب کو ملے یا اس کے بارے میں علم ہو تو برائے مہربانی مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں

محمد اقبال اختر معاون ناظم مالیات جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان
محمد اقبال اختر معرفت حافظ فیض اللہ کلاتھ مرچنٹ خان بیلہ تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان۔

ایک شمع اور بجھی اور بڑھی تاریکی

حافظ حسین احمد سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ علماء اسلام

بڑی حسرت و افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ ضلع قلات تحصیل مونگچر بلوچستان کے مشہور و معروف عالم دین حضرت الحاج مولانا کمال الدین صاحب قدس سرہٗ العزیز ۶ ذی الحجہ بروز جمعہ اس دار فانی سے رحلت کر کے واصل بحق ہو گئے۔

رفتم و از رفتن من عالمے تاریک شد
من مگر شمعم چو رفتم بزم برہم ساختم

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضرت مرحوم ایک باخدا بزرگ اور معمر عالم دین تھے۔ آپ نے تحصیل علوم دینیہ کی ابتداء مقامی علماء سے کی تھی۔ بعد ازاں تین سال تک مملکت افغانستان شہر قندھار کے بزرگوں سے استفادہ کیا تھا۔ آخیر میں مہاجر مکی حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہٗ (ٹھل خمرہ، پنجاب) اور مولانا حبیب الرحمن صاحب بہاول پور قدس سرہٗ سے سندِ فراغت حاصل کی تھی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنی تمام زندگی مونگچر کے ایک دیہاتی علاقے میں اشاعت اور تدریس علوم دینیہ میں گذاری۔ ایک دینی درس گاہ علاقہ مونگچر میں بنام دار الفیوض قائم کی۔

آج بھی سینکڑوں ملکی علماء دین اور بیرونِ ملک کے علماء خصوصاً افغانستان اور ایران میں ان سے نسبت اور شرف تلمذ پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ (ان مضافات میں سیاسی طور پر جمعیۃ علماء اسلام کو ان کی ذات سے بڑی تقویت تھی) مرحوم اپنے علم و فضل اور استقامت و استقلال میں سلف صالحین کی یادگار تھے۔

مزاج میں انتہائی سادگی، معمولات میں نہایت پابندی اور تدریس علوم سے شغف قابل حیرت تھا۔!

اخلاص، فروتنی۔ تواضع۔ مہمان نوازی وغیرہ ایک عالم برحق کی تمام خصوصیات کے حامل تھے۔ بہت ہی خشوع و خضوع سے نمازیں پڑھا کرتے اور نالہائے سحری میں دیدہ و دل کی حسرتیں نکالا کرتے تھے۔!

عمر کے آخری سال اللہ تعالیٰ نے ایک خصوصی فضل فرما کر بشری فروگذاشتوں کو دھونے کے لیے انہیں باردوم سعادت زیارت حرمین سے مشرف فرمایا۔

مگر آہ! اس سال عین اس وقت جب قافلۂ عشاق مکہ مکرمہ میں احرام باندھنے کے لیے تیاری کر رہا تھا آپ کو بھی احرام سفر آخرت باندھنے کا حکم ملتا ہے اور کفن پہننے کے لیے تیاری کا آرڈر ملتا ہے۔

چنانچہ ۷ بجے صبح یوم الترویہ بروز جمعۃ المبارک (جو ہمارے پاکستانی مطلع کے لحاظ سے ۶ ذی الحجہ پڑتا تھا) آپ نے معمولات سے فارغ ہو کر باتیں کرتے کرتے پانچ منٹ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموشی اختیار فرمالی۔ مرحوم نے نہ صرف مدرسہ اور اپنے فرزندوں، بلکہ تمام تلامذہ و مستفیدین کے علاوہ مذہبی طور پر اس سارے ماحول کو یتیم کر کے چھوڑ دیا ہے

وما کان قیس هلکه، هلک واحد
ولکنه بنیان قوم تهدما

اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند اور مغفرت و رحمت و رضوان کے اعلیٰ مقامات عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل و اجر جزیل عنایت فرمائے آمین ثم آمین۔

مولانا مرحوم کے انتقال پر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحد، جمعیۃ کے سکرٹری جنرل اور قومی اتحاد بلوچستان کے صدر محمد زمان خان اچکزئی، جمعیۃ کے ناظم مولانا محمد یعقوب صاحب شرودی نے گہرے رنج و غم کا اظہار اور مولانا محمد یعقوب کے زیر قیادت ایک پانچ رکنی وفد مونگچر گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را۔

رازدان کے قلم سے

بگٹی صاحب وضاحت فرمائیں

کیا یہ بیان بھی عراقی اسلحہ اور لندن پلان کی طرح ہے۔

بعض عناصر ماہی گیروں کو تنگ کر رہے ہیں

چند دن غیر حاضری کے بعد حاضر ہو رہا ہوں۔ سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کی وجہ سے سیاسی دنگل کے لیے نگاہیں ترستی ہیں۔ سیاسی اکھاڑے خالی ہیں، اس لیے سوچا کہ ذرا عوام کے مسائل ہی معلوم کئے جائیں، اس کے لیے قلات، خضدار اور مکران ڈویژن کے دورے پہ جانا ہوا۔ کیونکہ وہ علاقے ہیں، جو کہ ہر دور میں پسماندہ رہے ہیں، کوئٹہ سے روانہ ہو کر قلات پہنچے۔ جمعیتہ علماء اسلام بلوچستان کے جوائنٹ سیکرٹری اور قومی اتحاد ضلع قلات کے صدر حافظ سید محمد صدیق شاہ سے ملاقات ہوئی، شاہ صاحب بے حد فعال نوجوان ہیں، تحریک میں بھرپور حصہ لیا جیل بھی گئے۔ ڈی، پی، آر بھی لگا، مگر ظرافت طبع میں فرق نہ آیا۔ اور نہ جذبے میں کمی آئی۔ شاہ صاحب نے ضلع قلات کے مسائل بیان کئے، اور وقت ملاقات بھی دو افراد ساتھ تھے، شاہ صاحب ان کے مسائل کے حل کے لیے گھر سے نکلے تھے، قلات میں بھٹو شاہی کے وقت جو سیاسی تبادلے ہوتے ہیں، اُن میں سے تاہنوز چند باقی ہیں (اُن تبادلوں کی رپورٹ "بلوچستان کی ڈائری" میں بھی آچکی ہے) اور اُن ملازمین کا کہنا ہے، کہ ہمیں ہمارے سابقہ جگہ پر بحال کیا جائے، قلات میں بجلی کا نظام بھی انتہائی ناقص ہے، روشنی نہ ہونے کے برابر ہے، اور تمام شب آنکھ مچولی اِس پر مستزاد۔

قلات کے عوام کا ایک یہ بھی مطالبہ ہے کہ خضدار کی طرح قلات کو بھی براہ راست ٹیلی فون ڈائلنگ سسٹم کے ذریعے ملا جائے، قلات سے خضدار پہنچے، خضدار میں جمعیتہ علماء اسلام بلوچستان کے نائب امیر قومی اتحاد ضلع خضدار کے صدر حضرت الحاج مولانا محمد ابوبکر سے تفصیلی ملاقات ہوئی، مولانا ابوبکر صاحب خضدار کی جانی پہچانی شخصیت ہیں، اور عرصہ دراز سے خضدار میں علمی، دینی اور سماجی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ خضدار کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب ہیں، خضدار کے عوام کے سماجی مسائل کے حل کیلئے مولانا ابوبکر صاحب ہمہ تن مصروف رہتے ہیں آج کل خضدار کے عوام کو آٹا فراہم کیا جا رہا ہے، اس کا معائنہ بندہ نے بھی کیا۔ یہ آٹا کھانے کے قابل نہیں عوام سخت پریشان ہیں۔ اور ڈپوؤں پر انتہائی ناقص آٹا دیا جا رہا ہے، چینی کا کوٹہ بھی کم ہے اور فراہم بھی نہیں کیا جاتا ہے، چینی کی کمیابی کی وجہ سے لوگ گڑ، شوگر (سکرین) یا دیسی چینی استعمال کر رہے ہیں، خضدار کراچی روڈ، عرصہ، سال سے نامکمل ہے، کچھ حصہ تو پختہ ہو چکا ہے، باقی کام کو جلد از جلد تکمیل تک پہنچایا جائے۔ خضدار کے عوام کا ایک دیرینہ مطالبہ یہ بھی ہے کہ کوئٹہ، خضدار خضدار پنجگور، کراچی کو بذریعہ ہوائی جہاز ملایا جائے اسی طرح خضدار میں پٹرول کی نایابی سے عوام سخت پریشان ہیں، پٹرول کے ایک گیلن کے لیے ہزار پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ تب کہیں جا کر ایک گیلن پٹرول دستیاب ہوتا ہے، ایک دیرینہ مطالبہ یہ بھی ہے کہ خضدار کے لیے پی، آئی، اے کی پروازیں شروع کی جائیں، خضدار سے ہم پنجگور پہنچے، سوا دو سو میل کا راستہ تقریباً بارہ گھنٹے میں طے ہوا۔ کچی سڑک پھر مٹی اور دھول سے اٹے ہوئے ہم پنجگور میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا۔ کہ لاکھوں روپے منظور ہوئے اور چند افراد نے رقم ہضم کر لی۔ یا پھر سیاسی رشوت کے طور پر تقسیم کی گئی۔ بقول ایک سیاسی رہنما کے کہ اگر ایک خاندان کو ۱۰/۱ ہزار بھی دی جاتی تو پنجگور کے تمام خاندانوں کو مساوی حصہ مل جاتا۔ پنجگور کھجور کے لیے مشہور ہے، ہر طرف کھجور کے درخت ہیں، یہاں ایک لطیفہ بھی ہوا۔ کہ دوران سفر بس میں ساتھ بیٹھے ہوئے ایک مسافر نے بلوچی (مکرانی) میں دریافت کیا، کہ آپ لوگ کہاں اُتریں گے۔؟ تو میں نے جواباً عرض کی۔ کہ بازار میں انہوں نے تھوڑی دیر بعد بس والے کو بلوچی میں کہا کہ یہ لوگ یہاں بازار میں اُتریں گے، بس رکنے لگی۔ کہ ہم نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ تو وہاں صرف کھجوروں کے گنجان باغات ہی تھے، جو دور دور تک پھیلے ہوئے تھے ہمیں اُترنے کا حکم ملا۔ جب صحیح صورتحال واضح ہوئی تو یہ عجیب انکشاف ہوا، کہ یہاں تو "بازار" کھجور کے باغات کو کہا جاتا ہے، اور بازار (شہر) کو لین "(لائن)" کہتے ہیں۔ دراصل یہ تو ہر جگہ کی علیحدہ اصطلاحیں ہیں۔ ہمارے ایک واقف کار ۱۹۶۸ء میں مشرقی پاکستان گئے تھے، وہاں اُن کے فونٹین پن کی سیاہی ختم ہو گئی، ایک دکان پر گئے اور ڈرائنگ طلب کی، دکاندار نے فوراً ایک بوتل ڈرائنگ دیدی۔

ان حضرت نے سیاہی لے کر دکاندار سے اردو میں قیمت دریافت کی۔ تو دکاندار نے ٹوٹی پھوٹی اردو میں کہا، کہ "ایک ٹکہ" ہمارے دوست حیران و پریشان اس ارزانی پر تعجب فرماتے ہوئے، تین نئے پیسے نکالے، مگر صاحب ...... ؟؟؟ بہر حال کانی تو، تو، میں، میں کے بعد معلوم ہوا۔ ایک ٹکہ سے مراد مبلغ ایک روپیہ ہے، بہر حال بات طویل ہو گئی پنجگور کی ایک ہی صوبائی سیٹ ہے، قومی اتحاد نے یہ ٹکٹ جمعیتہ علماء اسلام کے رہنما الحاج مولانا رحمت اللہ صاحب کو دی تھی، مولانا رحمت اللہ پنجگور بلکہ پورے مکران میں جانی پہچانی شخصیت ہیں، دو سور دو میں اُن کا ایک بہت بڑا مدرسہ ہے، بدقسمتی سے اُن سے ملاقات نہ ہو سکی، وہ حج کے لیے تشریف لے گئے تھے، پنجگور میں اب بجلی کی فراہمی شروع ہو گئی ہے، اور ایک جنریٹر کام کر رہا ہے، چند دن قبل ۲۰۰ پول بجلی کے پنجگور کے لیے لائے گئے، تاکہ مناسب مقامات پر انہیں نصب کیا جائے، ٹھیکدار کو ان پول کی تنصیب کے لیے معقول رقم دی گئی تھی، مگر یہاں پہنچتے ہی واقف کاروں نے اپنی دوستی کا واسطہ دیا۔ کسی نے مٹھی گرم کی۔ اور پول تقسیم کئے گئے۔ بغیر ترتیب کے ہر ایک آدمی نے اپنے مکان کے قریب کھمبے نصب کیے۔ ایک طرف سے تو کھمبوں کے لیے بالائی آمدنی میں اضافہ ہوا۔ اور دوسری جانب کھمبوں کی تنصیب سے جان چھوٹی اور بچت بھی ہو گئی، پنجگور کے لیے پی، آئی، اے کی پرواز ہے، مگر روزانہ نہیں۔ مزید یہ کہ صرف چند سیٹوں کا کوٹہ ہے، عوام ایک ایک ماہ قبل ٹکٹ لیتے ہیں وہ بھی اس صورت میں کہ کرایہ کی رقم سے زائد کچھ چائے پانی کے لیے بھی دینی پڑتی ہے، ضلع مکران میں ایک شہر "گوادر" ہے، گوادر اس وجہ سے بھی مشہور ہے، کہ سابق گورنر محمد اکبر خان بگٹی نے انکشاف کیا تھا، کہ گوادر کو کسی غیر ملکی طاقت کے ہاتھوں فروخت کرنے کی کوشش کی گئی تھی، اور بقول بگٹی صاحب اُس میں چند جماعتوں کا ہاتھ تھا، نہ معلوم یہ انکشاف بھی عراقی اسلحہ کے انکشاف کی طرح صرف سیاسی بیان ہے، یا کہ اُس میں کچھ حقیقت ہے اگر واقعی اس میں کچھ حقیقت ہے، تو بگٹی صاحب کی حب الوطنی کا امتحان یہی ہے، کہ وہ بلا کسی خوف کے عوام کو اس سازش سے آگاہ کریں، اگر

(اگر بگٹی صاحب اس بارے میں خاموش رہیں گے تو لوگ یہ سوچنے پر مجبور رہوں گے، کہ یہ بیان بھی لندن پلان، اور عراقی اسلحہ جیسا ہے، بہر حال اُمید ہے بگٹی صاحب عنقریب خاموشی کو توڑیں گے، مکران کی ساحلی پٹی پر انتظامیہ نے سمگلنگ کی روک تھام کے لیے کچھ اقدامات کیئے ہیں، جہاں ان سے سمگلنگ کی روک تھام ہو رہی، وہاں بعض عناصر غریب ماہی گیروں کو تنگ کر رہے ہیں، اور یہ مچھیرے جن کا گذر اوقات مچھلی کے شکار سے ہو رہا تھا، فاقے کرنے پر مجبور ہیں، انتظامیہ کو چاہیے کہ ان کے کاروبار کے لیے مثبت اقدامات کرے قلات، خضدار، اور مکران ڈویژن کو ترقی دے کر صوبے کے دیگر علاقوں کی سطح پر لایا جائے۔

مولانا محمد منظور نعمانی
مدیر "الفرقان" لکھنؤ (بھارت)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رح اور ہمارے بعض اکابر

حال ہی میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے کلیۃ الدعوۃ واصول الدین کے ایک متعلم کی طرف سے مندرجہ ذیل استفساری مکتوب موصول ہوا ہے۔ مکتوب نگار نے خود بھی فرمائش کی ہے اور راقم السطور نے بھی مناسب سمجھا کہ "الفرقان" ہی کے صفحات میں اس کا جواب دیا جائے۔

مخدوم و معظم حضرت مولانا محمد منظور نعمانی!
دامت فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو۔

کچھ دنوں سے ذہن میں اشکال ہے جس کا تعلق شیخ محمد بن عبدالوہاب کی شخصیت سے ہے۔ میں اپنی ذاتی معلومات اور مطالعہ کی بنا پر ان کو ایک مصلح خادم دین اور توحید و سنت کا علمبردار سمجھتا رہا۔ مجھے یاد آتا ہے کہ "الفرقان" میں بھی ان کا تذکرہ متعدد بار اسی حیثیت سے آیا ہے بلکہ "شاہ ولی اللہ نمبر" کے ایک مضمون میں تو ان کو مجددین میں شمار کیا گیا ہے۔ انہی وجوہ سے جب کسی کو ان کی تضلیل کرتے ہوئے سنا یا پڑھا تو یہی خیال ہوا کہ یہ صاحب اہل حق حاملین توحید و سنت میں سے نہیں بلکہ شرک کے جراثیم زدہ طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

لیکن حال ہی میں ایک ساتھی نے بتلایا کہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رح نے اپنی کتاب "التصدیقات" میں ان کو "اہل سنہ" سے خارج قرار دیا ہے اور اس سلسلہ میں "ردالمختار" کے حوالہ سے علامہ ابن عابدین شامی کی ایک عبارت بھی نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کے بارہ میں ان کی رائے اور ان کا فتویٰ بھی یہی ہے۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب رح نے اپنی تصنیف "الشہاب الثاقب" میں شیخ اور ان کی جماعت کے خلاف اور بھی زیادہ سخت لکھا ہے۔ پھر میرے ان ساتھی نے یہ دونوں کتابیں (التصدیقات اور الشہاب الثاقب) مجھے دیکھنے کے لئے بھی دیں۔ میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ واقعی وہی ہے جو انہوں نے مجھ سے بیان کیا تھا۔

ان اکابر کی یہ رائے معلوم ہونے کے بعد قدرتی طور پر ذہن میں اشکال پیدا ہوا — دل میں یہی آیا کہ آپ کی طرف رجوع کروں۔ انشاء اللہ آپ کی وضاحت میرے لئے اطمینان بخش ہوگی۔ میرے خیال میں بہتر یہ ہو کہ الفرقان ہی میں تحریر فرمائیں۔ اس طرح فائدہ عمومی ہوگا اور وہ محفوظ بھی ہو جائے گا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رح اور ان کی دعوت کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟ اگر آپ کے نزدیک وہ اہل حق میں سے ہیں تو پھر ان اکابر کی ان تحریروں کے بارہ میں آپ کیا رائے رکھتے ہیں اور آپ کے نزدیک ان کی کیا بنیاد ہے؟

اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے۔

والسلام

یہ سوال خود راقم السطور کے ذہن میں بھی کبھی کبھی پیدا ہوا اور اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس بارے میں الفرقان ہی میں کچھ لکھ دیا جائے لیکن اس کی نوبت اب تک نہیں آئی۔ اب یہ خط اس کا محرک بن گیا۔ واللہ الموفق للصواب والسداد۔

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ کسی شخصیت کے بارہ میں اچھی یا بری رائے اس سے متعلق معلومات اور اطلاعات کی بنا پر قائم کی جاتی ہے اور مختلف لوگوں کی معلومات اور اطلاعات کسی شخص کے بارے میں مختلف ہو سکتی ہیں۔ اس کی وجہ سے رایوں کا مختلف ہو جانا قدرتی بات ہے اور ایسا اختلاف باپ بیٹوں اور استادوں شاگردوں میں بھی ہو سکتا ہے۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ فرقہ صابئین کی عورتوں سے نکاح کے جواز و عدم جواز کے بارہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رح اور ان کے دونوں شاگردوں امام ابویوسف رح اور امام محمد رح کی رایوں میں اختلاف ہے جو فقہ حنفی کی درسی کتابوں ہدایہ وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جواز کے قائل ہیں اور ان کے صاحبین ناجائز اور حرام کہتے ہیں۔

اس اختلاف کی بنیاد یہی ہے کہ امام اعظم کی اطلاع یہ ہے کہ صابئین اپنے کو کسی صاحب کتاب پیغمبر کی امت کہتے ہیں لہٰذا وہ یہود و نصاریٰ کی طرح "اہل کتاب" میں سے ہیں اور قرآن مجید نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز قرار دیا۔ اور صاحبین (امام ابویوسف و امام محمد رح) کی اطلاع یہ ہے کہ یہ فرقہ کواکب پرست ہے مجوسیوں کی طرح مشرک ہے کسی آسمانی کتاب اور پیغمبر سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا ان کی عورتوں سے نکاح کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں۔

اسی طرح بہت سے راویان حدیث کے بارہ میں ائمہ جرح و تعدیل کی رایوں میں جو شدید اختلاف ہے کہ ان میں سے ایک کسی راوی کو "ثقہ عادل" قرار دیتا ہے اور اسی راوی کو "کذاب دجال" بتلاتا ہے تو اس سب کی بنیاد اپنی اپنی معلومات و اطلاعات کا فرق و اختلاف ہی ہے۔

اور ایسا بھی ہوا کہ کسی شخص کے بارے میں ایک صاحب نظر عالم بلکہ ایک امام وقت نے ایک زمانہ میں اچھی

اطلاعات کی بنیاد پر بہت اچھی عقیدت مندانہ رائے کا اظہار فرمایا پھر جب اس کے خلاف باتیں ان کے علم یا مشاہدہ میں آئیں تو اپنی پہلی رائے کے بالکل خلاف رائے ظاہر کی ——

امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں امت کے جلیل القدر امام حضرت عبداللہ بن المبارک کا (جو امام بخاری اور امام مسلم کے استاذ الاستاذ ہیں) ایک قول نقل کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ —— پہلے مجھے عبداللہ بن محرر سے ایسی عقیدت تھی کہ اگر مجھ سے کہا جاتا کہ جنت کا دروازہ کھلا ہوا ہے تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو ابھی اس میں جا سکتے ہو اور چاہو تو عبداللہ بن محرر سے ملاقات اور ان کی زیارت کر سکتے ہو تو میں پسند کرتا کہ پہلے عبداللہ بن محرر سے ملاقات کروں اس کے بعد جنت میں جاؤں۔ لیکن جب میں اس شخص سے ملا اور اس کو قریب سے دیکھا تو میری نظر میں اس کی قیمت ایک مینگنی کے برابر

کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ)

ان دونوں فتووں میں سے کسی پر بھی تاریخ ہے لیکن قرین قیاس بلکہ ظاہر یہی ہے کہ پہلا جواب اس زمانہ کا ہے جبکہ حضرتؒ کو شیخ محمد بن عبدالوہاب کے عقائد اور حالات کے بارہ میں کچھ علم نہیں تھا —— پھر جب کسی قابل اعتماد ذریعے سے معلومات حاصل ہوئیں تو آپ نے ان کے متعلق یہ دوسری رائے ظاہر کی —— بہرحال کسی شخص کے بارہ میں راؤں کا اس قسم کا اختلاف معلومات اور اطلاعات کے اختلاف ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے بارہ میں ایک دوسری یہ واقعی حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ ان کی دعوت و تحریک صرف وعظ و نصیحت اور تصنیف و تالیف یا تبلیغی

اس سیاسی اور حربی نظام کے سربراہ بن گئی تھی لیکن اس کے قائد اور روح رواں شیخ محمد بن عبدالوہاب ہی تھے۔ ان کے بعد ان کی اولاد کا یہی کام اور مقام تھا۔

آس پاس کی اکثر ریاستوں سے ان کی جنگیں بھی ہوئیں جن میں تحریک کے ابتدائی دور میں اکثر و بیشتر میں انکو کامیابی بھی حاصل ہوئی اور "درعیہ" کی آل سعود کی حکومت کی حدود کافی وسیع ہو گئیں

پھر ایک وقت آیا کہ انہوں نے بڑھ کر حرمین شریفین پر بھی قبضہ کر لیا اور وہاں بھی حکومت کی طاقت سے اپنے دینی و مذہبی نقطۂ نظر کے مطابق انہوں نے اصلاحات نافذ کیں۔ مزارات پر سے قبے توڑ ڈالے اور اس طرح کے اور بھی اقدامات کئے۔ اس سلسلہ میں مختلف بلاد و امصار اور مختلف علاقوں کے ان علماء کی طرف سے ان کی شدید مخالفت ہوئی

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا:-

محمد بن عبدالوہابؒ کے عقائد عمدہ اور مذہب حنبلی تھا البتہ مزاج میں شدت تھی

بھی نہیں رہی۔ (صحیح مسلم، مقدمہ)

الغرض کسی شخص کے بارہ میں اچھی یا بری رائے کی بنیاد اس سے متعلق معلومات اور اطلاعات ہی پر آتی ہے۔

ہمارے سب اکابر کے مقتدا اور شیخ المشائخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے ایک استفتا کیا گیا۔ اس میں بہت سے سوالات تھے۔ ایک سوال شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے بارہ میں بھی تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں لکھا کہ

"محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا مجھ کو حال معلوم نہیں ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ)

کسی دوسرے وقت آپ سے کسی اور شخص نے استفتا کیا کہ "وہابی لوگ کون ہوتے ہیں اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟" —— تو اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا کہ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی، مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب

دور تک محدود نہیں تھی بلکہ جہاد بالسیف بھی اس کا ایک جز تھا۔ وہ قبروں کو سجدہ کرنے، نذر نیاز چڑھانے، ان سے مرادیں مانگنے اور اس طرح کے تمام مشرکانہ افعال کو بت پرستی کی طرح شرک اور ان کے مرتکبین کو مشرک قرار دیتے تھے۔ اسی طرح تارکین صلوٰۃ (بے نمازیوں) کو (امام احمد بن حنبل کے مسلک کے مطابق) خارج از اسلام کافر سمجھتے تھے اور اس طرح کے سب لوگوں کے بارہ میں (جو اپنے کو مسلمان کہتے ہوں اور کسی طرح کے کفر یا شرک کے مرتکب ہوں) انکا نقطۂ نظر اور رویہ (جو ان کی کتابوں میں پوری صراحت اور صفائی کے ساتھ لکھا ہے) یہ تھا کہ ان کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے پہلے اللہ و رسول کا پیغام پہنچایا جائے اور ناصحانہ طور پر سمجھانے کی کوشش کی جائے اور پوری طرح حجت کا اتمام کیا جائے۔ اور اگر اس کے بعد بھی باز نہ آئیں تو پھر بشرط استطاعت ان کے خلاف جہاد کیا جائے۔

اپنے اس نقطۂ نظر کی بنیاد پر وہ یہ بھی ضروری سمجھتے تھے کہ "مسلمانوں" میں (مذکورہ بالا قسم کا) شرک ختم کرنے کے لئے اور صحیح اسلام پر ان کو لانے کے لئے سیاسی اور حکومتی اقتدار حاصل کیا جائے۔ اور علاقہ نجد کی ایک ریاست "درعیہ" کی آل سعود کی حکومت) جس نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا تھا

اور فتوے جاری ہوئے جو ان سے مذہبی اور مسلکی اختلافات رکھتے تھے اور ان میں سے بہت سوں نے اس مخالفت میں وہی روش اختیار کی اور اسی طرح کا پروپیگنڈا کیا جیسا کہ ہمارے ملک میں حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے مخالف علماء نے شرک و بدعات کے خلاف جد و جہد اور "تقویۃ الایمان" کی تصنیف و اشاعت کے بعد کیا تھا —— جس کا سلسلہ راہِ خدا میں ان کی شہادت پر قریباً ڈیڑھ سو برس گذر جانے کے باوجود ابھی تک چل رہا ہے۔

پھر جن ریاستوں یا حکومتوں سے آل سعود کی حکومت کا ٹکراؤ ہوا (جس کی اصل طاقت اور روح بلاشبہ یہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت و تحریک ہی تھی) اور علیٰ ہذا جن حکومتوں نے اس دعوت و تحریک کو اپنے لئے سیاسی خطرہ سمجھا انہوں نے بھی اس کا راستہ روکنے اور عالم اسلامی میں اس کے خلاف نفرت و عداوت کی آگ بھڑکانے کے لئے ان کے خلاف مذہبی پروپیگنڈے ہی کو حکومتی ذرائع سے آگے بڑھایا اور اس میں انہوں نے اپنے مقصد میں یقیناً بڑی کامیابی حاصل کی۔

حکومتی اور سیاسی پروپیگنڈا بازیاں جیسے شاطر اور کتنے ناخداترس ہوتے ہیں اور بالکل بے اصل بات کو عوام میں

پھیلا دینے اور اس کا یقین ان کے دلوں میں اتار دینے میں کیسے کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اسکا تجربہ اور مشاہدہ خود ہم نے ہندوستان (متحدہ) کی جنگ آزادی کے دوران کیا ہے حضرت مولنا حسین احمد مدنی رح اور "جمعیۃ علماء ہند" سے تعلق رکھنے والے ان کے خاص رفقاء کو جو شخص جانتا ہے (اور بحمد اللہ راقم السطور بھی ان کے نیاز مندوں میں سے ہے) اس کو ایسے یقین کے ساتھ معلوم ہے جس کی بنا پر شرعی حلف کے ساتھ بیان کرنا اس لئے جائز ہے کہ یہ حضرات انگریزوں کی حکومت کے خلاف آزادی کی جنگ کو اپنے حق میں "جہاد فی سبیل اللہ" سمجھتے تھے اور اسی بنا پر انہوں نے پہلی جنگ آزادی کی حمایت بلکہ اس میں شرکت کا فیصلہ کیا تھا اور اس سلسلہ میں جیلوں میں جاتے اور ہر طرح کی تکلیفیں جھیلتے تھے۔ لیکن مسلمانوں ہی میں سے ان کے سیاسی مخالفین نے خدا سے بے خوف ہو کر اور آخرت کے محاسبہ سے بالکل بے پرواہ ہو کر جو پروپگنڈا ان کے خلاف کیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بیچارے جاہل عوام ہی نہیں بہت سے اچھے خاصے پڑھے لکھے اور روزہ نماز سے تعلق رکھنے والے مسلمان بھی سمجھتے تھے کہ یہ "جمعیتی مولوی" کانگریس سے اور ہندو سیٹھوں سے تنخواہ پاتے ہیں اسی لئے کانگریس کی حمایت کرتے ہیں۔ سیاسی پروپگنڈا بازوں سے خدا کی پناہ۔

شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کی دعوت و جماعت کے خلاف ان کے مذہبی اور سیاسی مخالفین کا پروپگنڈا کتنا کامیاب ہوا اس کا اندازہ ان سب حضرات کو ہوگا جنکو پچھلی صدی کے مسلمانوں کی تاریخ سے کچھ واقفیت ہے۔ سوچنے سمجھنے والے کچھ اندازہ اس سے بھی کر سکتے ہیں کہ اس پروپگنڈہ ہی کے نتیجہ میں وہابی کا لفظ ایک مذہبی گالی بن گیا۔

اس سلسلہ کی قابل ذکر اور لائق عبرت سنی سنائی اور کتابوں میں پڑھی ہوئی باتیں تو بہت سی ہیں۔ یہاں دو واقعے بیان کرتا ہوں جن سے میں خود گزرا ہوں۔

(۱) جب میں نے ہوش سنبھالا اور اس طرح کی باتیں سننے سمجھنے کے لائق ہوا (جبکہ میری عمر ۷، ۸ سال کی ہو گی) تو اپنے وطن بلکہ اپنے خاص ماحول میں ایک مشہور عام اور مسلمہ واقعہ کی طرح برابر سنا کہ

"کوئی شخص عبدالوہاب نجدی تھا۔ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا دشمن تھا کہ اس نے روضہ اقدس میں اس ناپاک غرض سے سرنگ لگائی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو (معاذ اللہ) نکال کے اس کی بے حرمتی اور توہین کرے۔ اس زمانہ کے مسلمان بادشاہ کو خواب میں حضورؐ کی زیارت ہوئی اور آپؐ نے اس کو یہ بات بتلائی۔ اس نے فوراً اٹھ کے تلاش اور کھدائی کرائی تو سرنگ کا پتہ چل گیا اور وہ نجدی عبدالوہابؒ پکڑا گیا اور اس کو قتل کر دیا گیا۔ [۱]

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے بچپن میں یہ واقعہ بار بار سنا اور اس طرح سنا کہ اس زمانے میں مجھے اس کے بارہ میں کبھی شک بھی نہیں ہوا۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ قصہ کہیں اور بھی اس طرح مشہور تھا یا نہیں لیکن میرے وطن اور خاص کر میرے بچپن کے ماحول میں یہ عام لوگوں کی زبانوں پر تھا اور جہانتک اب مجھے یاد ہے وہ اس کو اس طرح بیان کرتے تھے کہ گویا یہ ایک مسلمہ تاریخی واقعہ ہے جو سب کے علم میں ہے۔ اب یہ مجھے یاد نہیں کہ کب یہ بات میرے علم میں آئی کہ یہ بالکل بے اصل، دشمنوں کا گھڑا ہوا افسانہ ہے۔

دوسرا واقعہ جو میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے کہ خاص مکہ معظمہ کے ایک معمر بزرگ نے (جو بے علم عامی نہیں بلکہ صاحب علم بھی تھے) خود راقم السطور سے بیان فرمایا کہ یہ نجدی (کلمہ شریف کے بارہ میں کہا کرتے تھے کہ "ایش محمدٌ رسول اللہ، قل! لا الٰہ الا اللہ (یعنی محمد رسول اللہ کیا ہوتا ہے بس لا الٰہ الا اللہ" کہو)۔ ظاہر ہے کہ اس بات کے قطعاً بے بنیاد اور سو فی صد جھوٹ ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور اب تو ہر شخص خاص کر حجاز مقدس کا رہنے والا ہر متنفس جانتا ہے اور آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ ان نجدی وہابیوں کے سرکاری جھنڈے پر بھی پورا کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ لکھا رہتا ہے۔ یہی انکا شعار و نشان ہے اور انکی دعوت و تحریک کی اصل و اساس ہے۔ نیز ان کی کتابوں کا ایک ایک صفحہ اس کا شاہد ہے۔

میں یہاں یہ بات بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مکہ مکرمہ کے جن معمر بزرگ نے یہ بات مجھ سے بیان کی تھی، میرا خیال ہے کہ انہوں نے ہرگز دانستہ غلط بیانی اور بہتان تراشی نہ کی ہو گی بلکہ حجاز مقدس کی موجودہ نجدی حکومت کے دور سے پہلے اپنی پوری زندگی میں یہی سنا ہو گا (کیونکہ ان نجدیوں کے مذہبی اور سیاسی حریف ان کے خلاف ایسی ہی باتیں اڑایا کرتے تھے اور پروپگنڈہ نے فضا ایسی بنا دی تھی کہ لوگ یقین کر لیتے تھے) تو ان بزرگ کے دل و دماغ میں اسی زمانہ میں یہ باتیں بیٹھ گئی ہوں گی۔ واللہ اعلم

بہرحال یہ دو مثالیں اس کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہیں کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کے سیاسی اور مذہبی مخالفین نے ان کے اور ان کی دعوت کے متعلق کس کس طرح کا پروپگنڈا کیا اور عالم اسلامی کے عوام و خواص اس سے کتنے متاثر ہوئے۔

اس کے بعد میں اصل سوال کے بارہ میں عرض کرتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ "التصدیقات" حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رح کی کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ اب سے ستر بہتر [۷۲] برس پہلے ۱۳۲۵ھ میں مدینہ منورہ کے بعض علماء نے ایک خاص واقعہ کی وجہ سے (جس کی تفصیل طوالت طلب اور یہاں غیر ضروری ہے) جماعت دیوبند اور اس کے اکابر کے عقائد اور نظریات اور ان کے مسلک و مشرب سے متعلق کچھ تحریری سوالات حضرت مولانا سہارنپوریؒ کے پاس بھیجے تھے۔ مولانا نے ان کے جوابات لکھے اور جماعت کے دوسرے اکابر نے بھی انکی تصدیق و توثیق کی۔ پھر ان سوالات و جوابات اور تصدیقات کا مجموعہ اردو ترجمہ کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا۔ اسی کا نام "تصدیقات" ہے ——

ان سوالات میں بارہواں سوال یہ تھا (ذیل میں سوال وجواب کا حرف اردو ترجمہ دیا جا رہا ہے)۔

بارہواں سوال:۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال

---

[۱] یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ جاہل عوام "عبدالوہاب نجدی" ہی کو "وہابیت" کا موجد اور اصل مجرم جانتے تھے اور انہی کو گالیاں دے کر دل کا بخار نکالتے تھے۔ یہ اس بات سے بالکل ناواقف تھے کہ بزرگوں کی قبر پر بنے ہوئے قبوں کو توڑنے والی اور قبروں کو سجدہ کرنے، نذر نیاز چڑھانے ان سے مرادیں مانگنے اور اسی طرح کے دوسرے مشرکانہ اعمال و اطوار کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والی شخصیت دراصل شیخ عبدالوہاب کے بیٹے شیخ محمد کی تھی جو تاریخ میں "شیخ محمد بن عبدالوہاب" کے نام سے معروف ہیں۔ ان کے والد شیخ عبدالوہاب حنبلی بھی اگرچہ اپنے وقت کے بڑے عالم اور فقیہ تھے لیکن وہ اپنے خاص صوفیانہ مزاج اور مسلک کی وجہ سے اپنے بیٹے شیخ محمد کی برپا کی ہوئی تحریک اور جد وجہد سے عملاً الگ رہے بلکہ انہوں نے اپنے کو الگ اور یکسو رکھنے کے لئے اپنے اصل وطن "عیینہ" کی سکونت ترک کر کے اسی علاقہ کے ایک دوسرے شہر "حریملا" میں سکونت اختیار کر لی تھی کیونکہ "عیینہ" شیخ محمد کی تحریک کا مرکز بن گیا تھا۔ یہ بات ہر اس شخص کے علم میں ہے جو اس خاندان کی تاریخ سے کچھ واقفیت رکھتا ہے۔

محمد بن عبد الوہابؒ اور اُن کے مقتدیوں کے سیاسی اور مذہبی مخالفین نے ان کے خلاف جھوٹا اور غلط پروپیگنڈہ پھیلا دیا۔

سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب ہے؟

حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے سائل کے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ

"ہمارے نزدیک انکا حکم وہی ہے جو صاحب در مختار نے فرمایا ہے کہ

"خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے۔ کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے ہوں جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہمارے جان و مال کو حلال سمجھتے تھے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے تھے.......

(آگے فرماتے ہیں) انکا حکم باغیوں کا ہے: (پھر یہ بھی فرمایا) ہم انکی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ ان کا یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی"۔

اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے

"جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب تبلاتے تھے لیکن ان کا یہ عقیدہ تھا کہ صرف وہ ہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہوگا وہ مشرک ہے۔ اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکی شوکت توڑ دی .... باقی رہا سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا کہ ہم ان میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں۔ الخ

اس جواب سے یہ بالکل معلوم نہیں ہوتا کہ شیخ محمد بن عبد الوہاب کے احوال و عقائد کے بارے میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی خود اپنی کوئی خاص واقفیت اور تحقیق ہے یا انہوں نے "شیخ" کی یا ان کے متبعین میں سے کسی کی کوئی کتاب دیکھ کر رائے قائم کی ہو۔ بظاہر انہوں نے اپنے جواب میں سوال کرنے والے صاحب کے بیان پر اعتماد کیا ہے (جو ایک مدنی عالم تھے) [1] نیز صاحب "درالمختار" علامہ ابن عابدین شامی کے بیان کو بھی مولانا نے اس کا مؤید پایا۔۔

اور ظاہر ہے کہ اگر کسی شخص کے اقوال و احوال وہ ہوں جو مندرجہ بالا سوال میں اور علامہ شامی کے بیان میں شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ان کے متبعین کے بیان کئے گئے ہیں تو اس کے بارے میں شرعی حکم وہی ہوگا جو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے لکھا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ اس سیاسی اور مذہبی پروپگنڈے کے نتیجے میں جسکا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے۔ حرمین شریفین میں اکثر دوسرے بلاد اسلامیہ میں بھی ان اہل نجد اور ان کی دعوت و تحریک سے متعلق اسی طرح کی بلکہ اس سے بھی زیادہ خراب باتیں عام طور سے مشہور تھیں۔ شیخ احمد ابن زینی دحلان [متوفی (۱۳۰۴ھ)] نے (جو اپنے دور میں مکہ مکرمہ کے اکابر علما شوافع میں سے تھے) اپنی کتاب "خلاصۃ الکلام" میں (جو چودھویں صدی کے اوائل میں لکھی گئی ہے) شیخ محمد بن عبد الوہاب اور انکے متبعین کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اگر وہ صحیح اور ثابت مان لیا جائے تو ایک مسلمان کا خون کھولا دینے کے لئے بالکل کافی ہے۔[2] اس طرح کی باتوں کا قدرتی نتیجہ یہ تھا کہ حرمین شریفین کے لوگ

---

[1] علامہ ابن عابدین شامی، شیخ محمد بن عبد الوہاب کے بیٹوں، پوتوں اور شاگردوں کے معاصر ہیں جو دعوت اور تحریک کی قیادت میں شیخ کے گویا خلفا تھے اور ان کی جو عبارت یہاں جواب میں نقل کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حرمین شریفین پر آل سعود کی حکومت کا قبضہ اور پھر اس قبضہ کا خاتم علامہ شامی کے زمانے ہی میں ہوا ۔ شیخ احمد زینی دحلان کے بیان کے مطابق حرمین شریفین پر نجدی حکومت کا قبضہ ۱۲۲۰ھ سے ۱۲۲۷ھ تک رہا۔ خلاصۃ الکلام ص ۲۳۸

---

[2] اس کتاب کے صرف ایک صفحہ (۲۳۰) کے چند جملے یہ ہیں (صرف ترجمہ پیش کیا جارہا ہے)۔ جب کوئی شخص محمد بن عبد الوہاب کے دین میں داخل ہونا چاہتا تو یہ اس سے کلمہ شہادت پڑھوانے کے بعد کہتا کہ اس بات کی بھی گواہی دو اور اقرار کرو کہ تم اب تک کافر تھے اور تمہارے ماں باپ بھی کافر تھے اور کفر ہی کی حالت میں مرے اور اگلے زمانے کے بہت سے اکابر کا نام لیکر کہتا تھا کہ ان کے بارہ میں کہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ سب کافر تھے اور وہ (محمد بن عبد الوہاب) ہر اس شخص کو کافر کہتا جو اس کا پیرو نہ بنے اگرچہ وہ اعلیٰ درجہ کا متقی ہو اور اسے قتل کر ڈالتا اور ان کے اموال کا لوٹنا حلال جانتا تھا..... اور مختلف الفاظ و عبارات سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں اور آپکی توہین کرتا تھا۔

اور اس کے بعض کہتے تھے کہ (معاذ اللہ) "میری یہ لاٹھی محمد سے بہتر ہے۔ اس سے سانپ مارا جاسکتا ہے اور اس طرح کے بہت سے کام لئے جاسکتے ہیں اور محمد تو مرچکے، اب وہ کسی کے کام نہیں آسکتے اور ان سے کوئی نفع نہیں اٹھایا جاسکتا........

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا اسکو ناگوار ہوتا تھا اور اس کے سننے سے اس کو اذیت اور تکلیف ہوتی تھی۔

اور اس سب سے پہلے شیخ دحلان نے یہ بھی لکھا ہے کہ ...

محمد بن عبد الوہاب کے دل میں نبوت کا دعویٰ کرنے کا منصوبہ تھا اور اگر اس کو علانیہ دعوئے نبوت کرنے کا موقع ملتا تو وہ کھلم کھلا نبوت کا دعویٰ کرتا۔ شیخ دحلان نے ان میں سے کسی الزام کے لئے بھی شیخ محمد بن عبد الوہاب کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ اس کے برعکس ان میں سے ہر بات کی تردید خود انکی یا انکے شاگردوں کی کتابوں میں موجود ہے۔ راقم السطور کا گمان یہی ہے کہ

ان اہل نجد کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے بھی بدتر سمجھتے تھے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے (جو ۱۳۱۶ھ سے ۱۳۳۳ھ تک مسلسل ۱۷-۱۸ برس مدینہ منورہ میں مقیم رہے) اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" میں شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کی جماعت کے بارے میں لکھتے ہوئے اہل عرب و اہل حرمین کا یہ حال لکھا ہے کہ

"اہل عرب کو خصوصاً اس سے (محمد بن عبدالوہاب سے) اور اس کے اتباع سے وہ بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ نہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے" ص ۴۷

اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے ۱۳۲۵ھ سے پہلے حج و زیارت کے لئے کم از کم تین سفر حرمین شریف کے کئے تھے۔ (پہلا سفر ۱۲۹۳ھ میں، دوسرا ۱۲۹۷ھ میں اور تیسرا ۱۳۲۳ھ میں) اور وہاں کے اکابر علما و اعیان سے آپ کی ملاقاتیں بھی ہو رہی تھیں تو اس کا پورا امکان ہے کہ وہاں کی اس فضا سے آپ بھی متاثر ہوئے ہیں اور اس کا کہیں سراغ نہیں ملتا کہ مولانا نے شیخ محمد بن عبدالوہاب یا ان کے حلقہ کے کسی عالم کی کوئی تصنیف دیکھی ہو یا ان میں سے کسی سے ملاقات اور تبادلۂ خیالات کی نوبت آئی ہو اور اس کی بنا پر رائے قائم ہوئی ہو۔

لیکن اس تحریر کے قریباً بیس سال بعد جب ۱۳۴۴ھ میں آپ نے حجاز مقدس کا آخری سفر فرمایا اور پھر ہجرت کی نیت کرکے مدینہ منورہ ہی میں قیام فرما لیا تو حسن اتفاق سے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حرمین شریفین پر سلطان نجد عبدالعزیز بن سعود کا (گویا شیخ محمد بن عبدالوہاب کی جماعت کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اسی زمانہ میں شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے سلسلہ کے مشہور عالم شیخ عبداللہ بن بلیہد بھی (جو سعودی حکومت کی طرف سے حجاز مقدس کے قاضی القضاۃ تھے) مدینہ طیبہ میں مقیم تھے اور ان کا مکان اتفاق سے حضرت مولانا کی قیامگاہ سے قریب ہی تھا ان سے مسلسل ملاقاتوں، گفتگوؤں اور ان کے احوال کے مشاہدہ کے بعد شیخ محمد بن عبدالوہاب کی طرف منسوب اس نجدی جماعت کے بارہ میں مولانا کی جو رائے قائم ہوئی وہ انہوں نے اسی زمانہ میں لاہور کے مشہور روزنامہ "زمیندار" میں شائع ہوا تھا اور اس کے بعد "اکابر کے خطوط" نامی کتاب میں بھی شائع ہو چکا ہے اس میں مولانا سہارنپوریؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

"قاضی القضاۃ شیخ عبداللہ بلیہد جن کا مکان میرے مکان کے قریب ہی ہے ان سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے اور دینی مسائل میں گفتگو بھی ہوتی ہے۔ بڑے عالم ہیں، مذہب اہل سنت و جماعت رکھتے ہیں۔ ظاہر حدیث پر جیسا کہ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ہے عمل کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام ابن قیم کی کتابوں کو زیادہ محبوب و پیش نظر رکھتے ہیں۔ ہمارے علماء کے نزدیک بھی یہ دو بزرگ بڑے مرتبہ کے عالم ہیں — بدعات اور محدثات سے نہایت متنفر ہیں، توحید و رسالت کو اپنے ایمان کی جڑ قرار دے رکھا ہے۔

الغرض میں نے جہاں تک خیال کیا اہل سنت کے عقائد سے ذرا بھی انحراف نہیں اور اکثر اہل نجد قرآن شریف پڑھے ہوئے ہیں، کثرت سے حفاظ ہیں، صلوٰۃ باجماعت کے نہایت پابند ہیں۔ آجکل مدینہ منورہ میں سخت سردی کا زمانہ ہے مگر اہل نجد صبح کے نماز میں پابندی کے ساتھ آتے ہیں …… بہرحال اس قوم کی حالتِ دینی نہایت اطمینان بخش دیکھی ہے۔ (اکابر کے خطوط ص ۱۱-۱۲)"

اس مکتوب کے مطالعہ سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۵ھ میں کسی مدنی عالم کے سوال کے جواب میں شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کی جماعت کے بارہ میں جو لکھا تھا (جو "التصدیقات" میں شائع ہوا ہے) اس کی بنیاد ذاتی علم و واقفیت پر نہیں تھی بلکہ سائل کے بیان اور عام شہرت کی بنا پر (جس کی ایک حد تک تائید علامہ شامیؒ کے بیان سے بھی ہوتی تھی) مولانا نے جواب لکھا تھا — لیکن اس کے بعد جب اس جماعت کے خواص علما اور عوام کو آنکھوں سے دیکھا اور ان کے عقائد اور اعمال و احوال کا براہ راست علم و مشاہدہ ہوا تو مولانا کی رائے وہ قائم ہوئی جو مندرجہ بالا مکتوب میں قلمبند فرمائی۔

راقم السطور کے نزدیک بالکل یہی معاملہ حضرت مولانا حسین احمد صاحبؒ کا ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ حضرت مولانا کا قیام ۱۳۱۶ھ سے ۱۳۳۳ھ تک مدینہ منورہ میں رہا۔

اور اس زمانہ کے اپنے تجربہ اور احساس کی بنا پر مولانا کا یہ بیان "الشہاب الثاقب" ہی کے حوالہ سے اوپر نقل ہو چکا ہے کہ "اہل عرب شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کے متبعین سے یہود و نصاریٰ اور مجوس و ہنود سے بھی زیادہ نفرت و عداوت رکھتے تھے — اور یہ واقعہ بھی مشہور ہے کہ شیخ احمد زینی دحلان کی "خلاصۃ الکلام" اور "الدرر السنیہ" اور نجدی وہابیوں کے خلاف دوسرے عرب علماء کی اس طرح کی متعدد کتابیں شائع ہو کر قریب قریب ہر پڑھے لکھے کے ہاتھ میں پہنچ چکی تھیں جن میں شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کی دعوت و جماعت کے بارہ میں اسی طرح کی سخت اشتعال انگیز باتیں لکھی گئی تھیں جن کا نمونہ "خلاصۃ الکلام" کے صرف ایک صفحہ کے چند جملے نقل کرکے پچھلے

بقیہ صفحہ ۱۸ پر

محمد بن عبدالوہابؒ نے بزرگوں کی قبروں پر بنے ہوئے قبوں، قبروں کو سجدہ کرنے، نذر نیاز چڑھانے، ان سے مرادیں مانگنے کے خلاف تحریک چلائی تھی۔

بقیہ حاشیہ

مخالفانہ پروپگنڈے کے نتیجہ میں یہ باتیں اس قدر مشہور ہو گئی تھیں کہ کہنے یا لکھنے سے پہلے ان کی تحقیق بھی ضروری نہیں سمجھی جاتی تھی اور اس عام شہرت ہی کی بنا پر ان کو بے تکلف کہا اور لکھا جاتا تھا۔ شیخ دحلان جیسے حضرات کے بارہ میں آسانی سے یہ شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے دانستہ اتنی سنگین بہتان تراشی کی ہو۔ کوئی شخص جو آخرت کے محاسبہ پر یقین رکھتا ہو ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم۔

رپورٹنگ۔ محمد یعقوب شیخ

پاکستان قومی اتحاد کا سب سے بڑا اثاثہ دینی فکر ہے: نوابزادہ نصراللہ خان

ہمارے علماء کا کردار مثبت اور واضح ہے۔

ماڈرن قسم کے مفکروں کا رویہ معذرت خواہانہ رہا ہے۔

[illegible] کی بنا پر یہ تو ممکن نہیں کہ کوئی جلسہ [illegible] طرف کوٹھیوں [illegible] کوئی اجتماع کیا جا سکتا [illegible] مارشل لاء کی اس پابندی کی وجہ سے سیاسی سرگرمیوں پر برف سی جم چکی ہے اور حرکت جام ہو گئی ہے۔ پاکستان جمہوری پارٹی [illegible] خان نے اس برف کو توڑا اور نوابزادہ نصراللہ خان کے اعزاز میں ایک دعوت عصرانہ کا اہتمام کیا۔ شہر بھر کے [illegible] نوابزادہ صاحب تشریف لائے [illegible] گیٹ پر استقبال [illegible] شروع ہوئی [illegible] جواب میں تقریر کرتے ہوئے نوابزادہ صاحب نے فرمایا کہ مسائل عوام کے منتخب نمائندے ہی حل کر سکتے ہیں اس لئے [illegible] انتخابات کی تاریخ کا فوری طور پر [illegible] عوام کے سپرد کیا جائے جہاں [illegible] خود [illegible] عمل اجتماع [illegible] احتساب [illegible] عوام کے سامنے جوابدہی [illegible] اسلام [illegible] کرے گا اور [illegible]

مساجد کا رخ کیا۔ [illegible] علماء کونسل ملتان کی طرف سے دارالحدیث مدرسہ قاسم العلوم میں [illegible] کا اہتمام کیا گیا تھا۔ بعد مغرب کارروائی شروع ہوئی جمعیۃ علمائے اسلام ضلع ملتان کے ناظم عمومی مولانا عبدالقادر قاسمی نے مدرسہ ناظم العلوم کی تاریخ علماء کے کارنامے اور جنگ آزادی میں مجاہدانہ کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ نوابزادہ صاحب سے کوئی بات مخفی نہیں [illegible] بھی اسی قافلہ کے فرد ہیں۔ مولانا ابوالحسن قاسمی ناظم اعلیٰ علماء کونسل ملتان نے خطبہ استقبالیہ پڑھا جس میں علماء کی خدمات کو سراہا گیا۔ تحریک نظام مصطفےٰ میں علماء کی قربانیوں کی فہرست سنائی۔ لاہور، سیالکوٹ، کراچی، حیدرآباد، فیصل آباد، علی پور، شجاع آباد، خانیوال [illegible] میں کئے جانے والے مظالم کا ذکر کیا۔ ملتان [illegible] قاسم العلوم [illegible] انوار العلوم [illegible] علماء کی گرفتاریاں اور [illegible] جامعہ [illegible] مولانا عبدالاحد کے شدید زخمی ہونے کا بھی تذکرہ کیا [illegible] گردن میں پیوست [illegible] مولانا عبدالمجید ندیم اور مفتی عطیت اللہ صاحب نے [illegible] علمائے کرام کی خدمات [illegible] کا ذکر کیا۔ نوابزادہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں خطاب کرتے ہوئے کہا [illegible] کی جنگ لڑی [illegible]

[illegible] کا انکار مجدد الف ثانی نے کیا [illegible] کا انتہا [illegible] بڑا واقعہ ہے کہ [illegible] اساس دین کو تقویت ملی اور گمراہی کا [illegible] اپنی موت آپ مر گیا۔ [illegible] برصغیر کی تاریخ میں انگریزوں کی محکومی کے مسئلہ [illegible] پیدا ہوئے [illegible] ماڈرن قسم کے مفکر پیدا ہوئے ان کا رویہ معذرت خواہانہ تھا۔ ان کا خیال تھا کہ مذہب کو اس رنگ میں پیش کیا جائے جسے جدید ذہن قبول کر سکے۔ اس فتنہ کا مقابلہ بھی علماء نے کیا۔ علماء نے جنگ آزادی کی کمان اپنے ہاتھ میں لی [illegible] جانتے تھے کہ برصغیر کی آزادی عالم اسلام کی آزادی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ انہوں نے فرنگی کے خلاف علم بغاوت اس وقت بلند کیا [illegible] جن کی حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا اور آپ [illegible] تحریک خلافت ہو یا تحریک پاکستان علماء نے ہر تحریک میں پیش پیش [illegible] قربانیاں دیں [illegible] مقاصد کو [illegible] علمائے کرام کے عظیم کارناموں میں سے ایک [illegible] پاکستان کے [illegible] دستور کی اساس بنی۔ اس کے بغیر کوئی بھی دستور مرتب [illegible] اسلام [illegible] ثابت ہوا ہے [illegible] اور [illegible] کچھ نہیں ہوا۔ [illegible] نکال دیئے گئے [illegible] اذان پر [illegible] مذہب [illegible] بحال ہوتے

بقیہ ص ۸۱ [illegible] کا کردار مثبت اور واضح رہا ہے۔ ان کی تابناک تاریخ ہے [illegible] کو مٹانے کی کوشش کی گئی۔ مگر [illegible]

[illegible] اکبر شاہی دین الٰہی کا چرچا ہوا۔ جہانگیر کے دربار میں سجدہ [illegible] تھا۔ ہر کوئی معروف ہو گیا۔ اذان کی آواز آئی تو لوگوں نے [illegible] انقلاب [illegible] لٹکا دیا گیا

بقیہ صـ ۱۸ پر

ملائیت یا ملّاازم کی وضاحت کیجئے؟

علماء کی شاندار قربانیاں کب تک فراموش کی جاتی رہیں گی؟

مجھ کو ... بیگم ... شیخ سے ... اس کے مقتدر ... حضرت سید ... آف ... اور ... صاحب کے بیانات اخبار میں اشاعت پذیر ہو رہے ہیں کہ اس ملک میں ملائیت یا ملاازم کو ہرگز نہیں چلنے دیا جائے گا۔ اگرچہ ان حضرات کے بیانات سے یہ واضح نہیں ہو سکا کہ ان کا روئے سخن کس طرف ہے اور وہ کونسے ملاازم کے خلاف ہیں۔ اگر ان کا روئے سخن علماء کی طرف ہے تو ہم ان پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کی رو سے علماء کا مقام بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

یعنی اللہ تعالیٰ سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔ ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ [illegible] یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں۔ ایک اور جگہ حضور صلعم نے ارشاد فرمایا کہ العلماء ورثۃ الانبیاء کہ علماء کرام انبیاء کے وارث ہوتے ہیں یعنی وہ علوم نبوت کے وارث ہیں۔ قرآن و حدیث کو [illegible] والے فقہ کی تدوین کرنے والے اور ان پر عمل پیرا ہونے والے علماء ہی تو تھے۔ آج تک تمام روئے زمین کے مسلمان علماء ہی کے فتووں پر عمل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ علماء نے دوران جنگ اور امن دونوں زمانوں میں نہایت شاندار خدمات سر انجام دی ہیں۔ بعض اوقات حق کی خاطر علماء کو اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے پڑے۔ اسلامی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ درس قرآن و حدیث کے علاوہ علماء کرام نے میدان جنگ میں فنون حرب کے وہ جوہر دکھائے کہ اپنے اور بیگانے حیرت زدہ رہ گئے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ، امام ابوحنیفہ، امام ابن تیمیہ رض، امام احمد بن [illegible] نے جابر اور [illegible] حکمرانوں کے دور میں حق گوئی کی شمع کو فروزاں رکھا اگرچہ ان بزرگوں

[illegible] کو ناقابل بیان مصیبتوں سے دوچار [illegible] پنجاب سکھوں کی چیرہ دستیوں اور ظلم و ستم کا [illegible] سید احمد بریلوی [illegible] اسمٰعیل شہید [illegible] پنجاب کے مسلمان بری طرح سکھوں کے ظلم کا شکار تھے۔ حضرت سید صاحب اور ان کے رفقاء [illegible] کی صعوبتیں اور انہوں نے شدید مخالفت برداشت کرتے ہوئے پشاور کے گرد و نواح میں پہنچ گئے اور اٹک کے قریب اسلامی حکومت قائم کر کے باقاعدہ شرعی نظام قائم کیا۔ مجاہدین دور دور تک پھیل گئے اور انہوں نے اپنی عسکری قوت میں بے پناہ اضافہ کیا۔ سکھوں کے ساتھ جنگ ہوئی اور ان کو شکست فاش حاصل ہوئی لیکن افسوس کہ بعض خوانین کی غداری سے حضرت سید صاحب اور شاہ اسمٰعیل شہید ہو گئے۔ ان کے ساتھ ہی علماء کی ایک معتدبہ جماعت نے بھی جام شہادت نوش کیا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء نے پوری طرح حصہ لیا [illegible] کی قیادت علماء [illegible] مسلمان علماء کرام کی قیادت کو اپنے لئے قابل فخر سمجھتے تھے چنانچہ تھانہ بھون اور مظفر نگر کی قیادت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کو حاصل تھی۔ ان حضرات نے عملی طور پر جنگ آزادی میں حصہ لیا اور انگریزی فوج کے ایک دستہ کو شکست فاش دی۔ مرکزیت کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اسلامی دستوں میں انتشار تھا کیونکہ بادشاہ دہلی نے مسلمانوں کی کمان سنبھالنے سے انکار کر دیا تھا۔ بہرحال علماء سرحد، علماء پنجاب، علماء بنگال اور علماء صوبہ جات متحدہ نے میدان جنگ میں شامل ہو کر قوم کی قیادت کی۔ دشمنوں کو تہ تیغ بھی کیا اور خود بھی شہید ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہم

جنگ آزادی سے پیشتر حضرت مجدد الف ثانی سرہندی [illegible] قیادت علماء [illegible] کے خلاف اور [illegible]

[illegible] گروہ [illegible] کی سخت ترین مخالفت کی۔ اکبر [illegible] کے بعد جہانگیر جیسے جابر بادشاہ کو حضرت مجدد [illegible] کے حضور میں جھکنا پڑا اور اس نے سجدہ تعظیمی [illegible] شریعت حقہ کے خلاف تھیں [illegible] علماء [illegible] جہانگیر اپنی سواری سے اتر کر دست بوسی کرتا تھا۔ [illegible] کی چال کو علماء سمجھ چکے تھے کہ انگریز یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنے دین سے بدظن کرنے [illegible] کے خلاف بے سر و پا الزامات لگائے جاتے [illegible] دینی تعلیم [illegible] تعلیم [illegible] حضرت [illegible] صاحب [illegible] ملائیت یا ملاازم کے الفاظ استعمال [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ وہ [illegible] علماء کرام [illegible] تقویٰ علم و عمل کو قوم کے ذہنوں سے محو کرنے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں۔ ان حضرات کو علم ہونا چاہئے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی عالم [illegible] موجود ہے۔ انگریز نے اپنے [illegible] کے خلاف شدید ترین پروپیگنڈا کیا اور [illegible] کمینہ ظاہر کیا اور علماء [illegible] استعمال کیا۔ لیکن خداوند کریم کے فضل و کرم سے وہ اپنے اس ناپاک ارادے [illegible] دشمن [illegible] ہو گئے علمائے [illegible] انگریز [illegible] حاصل کرنے [illegible] کی تحریک [illegible] ہندوستان کے مقتدر علماء نے حصہ لیا۔

بقیہ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ

صفحات میں ایک حاشیہ میں پیش کیا جاچکا ہے۔

راقم السطور کا خیال ہے کہ یہی چیزیں اس نجدی جماعت کے بارہ میں حضرت مولانا حسین احمد صاحبؒ کے معلومات کا ذریعہ تھیں۔ ان معلومات اور اطلاعات نے ان کے قلب میں اس جماعت کے خلاف وہ شدید غیض وغضب پیدا کر دیا تھا جس کی شدت "الشہاب الثاقب" کا مطالعہ کرنے والوں کو بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

یہ سطریں لکھتے ہوئے راقم السطور کا ذہن حضرت موسیٰ و ہارون علیہ السلام کے اس واقعہ کی طرف منتقل ہو گیا جس کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا۔ حضرت ہارونؑ فی الواقع قصوروار نہیں تھے لیکن موسیٰ علیہ السلام نے ان کو قصوروار سمجھ کر ان کے خلاف اس طرح غیض وغضب کا اظہار فرمایا کہ ان کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ کر کھینچنے لگے اور اس غصہ اور جلال نے ان کو واقعہ کی تحقیق کی بھی فرصت نہیں دی۔ پھر بعد میں حقیقت حال معلوم ہو جانے پر استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا۔

رب اغفر لی ولاخی وادخلنا فی رحمتک
وانت ارحم الراحمین ٥

اس عاجز کو شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کی جماعت کے بعض دیگر علماء کی کچھ کتابوں کے مطالعہ کا بھی موقع ملا۔ ان کی تاریخ اور سوانح کے سلسلہ میں بھی بعض چیزیں پڑھیں۔ ان کے بعض سخت مخالفین کی تصانیف بھی دیکھی ہیں۔ ان سب چیزوں کے مطالعہ کے بعد راقم سطور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ہمارے شیخ المشائخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کی جماعت سے متعلق ایک استفتا کا جواب دیتے ہوئے مختصر الفاظ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ نہایت محققانہ اور مبصرانہ رائے ہے۔ حضرتؒ کا وہ جواب اوپر بھی نقل کیا جاچکا ہے۔ قارئین اس کو ایک دفعہ پھر پڑھیں

"محمد بن عبدالوہابؒ کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا...... الخ

(فتاویٰ رشیدیہ ص ج ۱)

بقیہ: پاکستان قومی اتحاد

گر الیکشن میں پھر انصاف پارٹی کے نام سے وہی پارٹی برسرِ اقتدار آئی

ایک وقت تھا کہ علی گڑھ یونیورسٹی میں لوگ فیشن کے طور پر ملحد ہو رہے تھے۔ علماء اور رجعت پسند کو طعنہ دیا جاتا تھا۔ علامہ اقبال نے اس صورتِ حال کو محسوس کیا اور مداخلت کر کے اسے تبدیل کرا دیا گیا۔ ہمارا ملک دوسرے ملکوں سے مختلف ہے۔ یہ تو بنا ہی مذہب کی بنیاد پر ہے۔ اسے بدل دیا تو ملک باقی نہیں رہے گا۔ اگر دینی فکر کی آبیاری نہ کی گئی اور دین کی حفاظت کا بندوبست نہ کیا گیا تو یہ ملک بھی باقی نہیں رہے گا۔ عیار لوگ اسلام سے فرار کا بہانہ تلاش کر رہے ہیں اور معاشی پروگرام پر زور دے کر اپنی فکری پرواز کی دھاک بٹھانا چاہتے ہیں اور یہ دھونس بھی دیتے ہیں کہ خارجی تائید بھی ہمارے ساتھ ہے۔ میں کہتا ہوں کسی کی تائید کسی کے کام نہیں آئے گی۔

ایک صاحب ہیں انہوں نے کراچی سے پشاور تک گھوم کر دیکھ لیا۔ ہر جگہ عوام نے ان کو مسترد کر دیا ہے۔ کچھ لوگ ملاازم کی آڑ میں دل کی بات زبان پر لانا چاہتے ہیں اور اس طرح بالواسطہ اقتدار پر کارآمد ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بوجوہ یہ ان اقدار کو پسند نہیں کرتے۔ اخلاق باختگی جو عام ہو گئی ہے اسے اپنانا چاہتے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ کی نقل پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ان کے رگ و ریشہ سے فرنگی استعمار کا اثر ختم نہیں ہوا ان کا دل فرنگی ہے اور مسلمان۔

پاکستان قومی اتحاد کا سب سے بڑا اثاثہ دینی فکر ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس سے انحراف نہیں کریں گے۔ ہم پاکستان کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائیں گے اور نظام مصطفیٰ کو نافذ کریں گے۔ یہ سوچ بنیادی طور پر غلط ہے کہ کوئی حکومت اسلامی قوانین نافذ کرے تو ہم اس کا ساتھ دیں گے۔ کوئی غیر اسلامی حکومت اسلام کو نافذ کر ہی نہیں سکتی جب تک جماعت موجود نہ ہو جو معاشرے کو بنائے، اصلاح کرے، لوگوں کی خدمت کرے اس وقت تک کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔

اور یہ اسلام سے بھی انصاف نہیں ہوگا کہ لادینی یا نام نہاد لوگ مذہب اور دین کو نافذ کریں۔ دینی قوتوں کو سرگرم کار ہونا چاہیئے اور ان کی سرگرمیوں پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہونی چاہیے اور اس طرح ایک معاشرہ جنم لے گا جو اسلامی قوانین کو پسند بھی کرے گا اور ان کی حفاظت بھی کرے گا اور ایسا معاشرہ علماء ہی بنائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بقیہ: ملائیت یا ملاازم

یہ خفیہ تحریک کامیابی کے مراحل طے کر رہی تھی۔ روسی حکومت اور جرمن حکومت نے استخلاصِ وطن کے لئے فوجی امداد کا وعدہ کیا تھا لیکن عین وقت پر کسی کم بخت کی مخبری سے یہ تحریک ناکام ہو گئی اور علماء کرام کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ حضرت شیخ الہند محمود الحسن اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کو شریف مکہ کی وساطت سے انگریزوں نے گرفتار کر کے مالٹا میں نظر بند کر دیا۔ آپ حضرات کو نہایت شدید جسمانی اور روحانی اذیتیں پہنچائی گئیں لیکن کیا مجال کہ حرفِ شکایت زبان پر آئے۔ ہر وقت راضی بہ قضا رہے۔ شہید گنج اور ختم نبوت کی تحریکوں میں علماء نے بیش بہا قربانیاں پیش کیں۔ ہر قسم کی تکلیف، دکھ اور انگریز کی طرف سے ملنے والی سزا کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور کسی قسم کا شکوہ زبان پر نہ لائے۔ حال ہی میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ کے لئے مختلف مکتب فکر کے علماء نے یک جہتی، اخوت، محبت، باہمی رواداری اور اخلاص کا ثبوت بہم پہنچایا۔ قومی اتحاد کے تحت پاکستان بھر کے علماء، شیوخ اور مختلف دینی مدارس کے طلباء نے نہایت گرم جوشی سے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج کے لئے حصہ لیا۔ علماء نے قید و بند کی مصیبتیں برداشت کیں۔ مسلم مسجد لاہور کے سانحہ میں علماء، شیوخ اور دینی مدارس کے طلباء کو بھٹو حکومت نے اپنے تشدد اور ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ علماء پر ایسے وحشیانہ مظالم ڈھائے گئے کہ جن کے بیان کرنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ علماء کو برہنہ کیا گیا۔ ان کی داڑھیاں نوچی گئیں۔ ان پر شدید لاٹھی چارج کیا گیا۔ بعض علماء کے ہاتھ اور بازو توڑے گئے، بعض کی ٹانگیں توڑی گئیں، بعض کو لہولہان کر کے مسجد کے صحن سے نیچے پھینکا گیا۔ غرضیکہ جو بھی بن پڑا انہوں نے علماء کے ساتھ روا رکھا۔ حکومت کا خیال تھا کہ علماء پر تشدد کر کے تحریک کو ناکام بنایا جائے لیکن

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

حکومت اپنے ارادے میں ناکام ہوئی، علماء کی قربانیاں رنگ لائیں اور ان کی آہ نیم شب بارگاہ رب العزت میں قبول ہوئی۔ اچانک بھٹو حکومت کو علیحدگی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ یہ سب کچھ علماء ہی کی قربانیوں کا ثمرہ تھا۔

ترتیب : قمر ہاشمی

حکیم بابا سلطان احمدؒ انتقال کر گئے

اہلِ جڑانوالہ ایک نڈر اور بیباک مجاہدِ اسلام سے محروم ہو گئے

حاجی حکیم بابا سلطان احمد قضائے الٰہی سے مورخہ ۱۷ دسمبر ۸ بجے شب چھٹہ ہسپتال جڑانوالہ میں انتقال کر گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ واِنّا الیہ راجعون۔ رب العزت ان کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ ان کی موت کی خبر آناً فاناً شہر جڑانوالہ اور قریب قریب دیہات میں پھیل گئی۔ دوسرے روز علی الصبح شہر سے کافی لوگ نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے مختلف ذرائع سے پہنچنا شروع ہو گئے۔ مجھے صبح جب اس سانحہ کی خبر ملی تو بے حد دلی صدمہ ہوا۔ بے ساختہ آنسو نکل پڑے اور مجھے شدت سے احساس ہوا کہ آج سے ہمارے تحصیل جڑانوالہ کے ایک نڈر اور بیباک ساتھی ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ بابا سلطان مرحوم کی میت رات ہی ان کے تایا زاد بھائی امیر الدین اور ان کے داماد عتیق الرحمٰن انکے آبائی گاؤں میں لے گئے تھے۔ ہمیں نمازِ جنازہ کی اطلاع نمازِ ظہر کے بعد کی ملی تھی۔ میں اور ڈاکٹر غلام محمد صاحب ناظم عمومی جڑانوالہ انکے آبائی گاؤں پہنچے تو معلوم ہوا کہ بابا مرحوم کے جسدِ خاکی کو قبرستان لے جا چکے ہیں اور نمازِ جنازہ بھی دو دفعہ ہو چکی ہے مرحوم کی بیوہ سے تعزیت کی اور انکے آخری دیدار کے لئے قبرستان پہنچے جبکہ ہم سے پہلے مولانا میر زاہد، ڈاکٹر رفیق مسلم، قاری عبدالمجید، مولوی محمد علی صاحب، اور دیگر احباب پہنچ چکے تھے وہاں بابا سلطان احمد ہزاروں مداحوں کے درمیان ابدی نیند سو رہے تھے۔ ہم نے بھی آخری دیدار کیا۔ پھر ان کو ہزاروں اشکبار مسلمانوں نے دفن کیا۔ دعائے مغفرت کے بعد مولانا میر زاہد نے جذبات سے بھرپور اور چشمِ پرنم سے مرحوم کو خراجِ تحسین پیش کیا اور مرحوم کے بھائیوں سے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا خاص طور پر انکے تایا زاد بھائی امیر الدین کی خدمات کو بہت سراہا جنہوں نے آخری لمحات تک مرحوم کی تیمارداری کی۔ مرحوم ذیابیطس کے دائمی مریض تھے لیکن اپنی مرض کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اسلام کی شمع فروزاں کرتے رہے۔ وفات سے کچھ روز قبل اس مرض کا شدید حملہ ہوا۔ مرحوم آخری وقت تک ہوش میں رہے اور زبان پر کلمے کا ورد رہا۔ آخری لمحات میں کلمہ پڑھتے ہوئے اپنے تایا زاد بھائی امیر سے کہا کہ قیامت کے دن تم گواہ رہنا اور اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ جانِ جاں آفریں کے سپرد کر دی اور خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ وفات کے وقت عمر تقریباً پچاس سال تھی۔ پاکستان کی پہلی کبڈی ٹیم کے منتخب کھلاڑی تھے۔ حضرت احمد علی لاہوریؒ کے مرید ہونے سے پہلے اپنے علاقے کے ڈکیتوں کے سرغنہ بھی رہے تھے۔ علاوہ ازیں کچھ سالوں کے لئے رائے سکندر حیات مرحوم کی زمینوں پر منیجر رہے تھے۔ جسمانی طور پر بہت توانا اور طاقتور تھے۔ ۱۹۵۱ء میں حضرت احمد علی لاہوریؒ مولانا حکیم علی محمد کی دعوت پر انکے چک ۲۷۲، نزد منڈی مڈالہ روڈ تشریف فرما ہوئے تو بابا سلطان کو اپنے گاؤں ہی معلوم ہوا کہ ایک بزرگ اور درویش تشریف فرما ہوئے ہیں۔ رب العزت نے انکے دل میں اپنی رحمت سے حضرت لاہوریؒ کی ملاقات کے لئے بے چینی اور بیتابی برپا کر دی اور اپنے گناہوں پر نادم ہوئے۔ اسی وقت بارگاہِ ایزدی میں توبہ کی اور حضرت لاہوریؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بیعت کر لی۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی ان پر خاص کرم نوازی ہوئی اور بہت جلد آپ کے قریب ہو گئے۔ ایک وقت وہ تھا کہ مرحوم علاقے کے ڈکیتوں کے سرغنہ تھے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ایک وقت وہ آیا کہ جب انہوں نے اپنا ہاتھ ایک مردِ مومن اور ولی اللہ کے ہاتھ میں دیا تو وہ حریت پسندوں، جانبازوں اور مجاہدوں کے دستہ ہراول میں آئے ہیں وہیں پر وہ انکساری، ایثار، زہد و تقویٰ میں بھی علاقہ بھر میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔

آپکی تعلیم صرف پرائمری تھی مگر حضرت لاہوریؒ کی تربیت اور اثر ہم نشینی کی وجہ سے آپ ایک اچھے مقرر بن گئے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ابتدا میں انہیں ناظم اعلیٰ تحصیل جڑانوالہ منتخب کیا تھا۔ اور اب وہ تحصیل جڑانوالہ کے سرپرست تھے۔

ایوب خاں کے خلاف تحریک میں آپنے بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا۔ ایک دفعہ جب شیرانوالہ گیٹ لاہور سے جلوس نکلا جسکی قیادت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کر رہے تھے۔ شیرانوالہ گیٹ کے باہر جب پولیس نے لاٹھی چارج شروع کیا تو حاجی بابا سلطان نے اپنی لاٹھی کے ذریعے کئی سپاہی نیچے گرائے۔ اسوقت پولیس کی قیادت آئی جی عبدالحکیم کر رہے تھے انہوں نے اپنے سپاہیوں کو کہا کہ اس شخص کو سنبھالیں۔ عین اسوقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا تو آپ فوراً ڈھال بنکر حضرت پر جھک گئے اور خود لاٹھیوں کی زد میں آ گئے اور شدید زخمی ہوئے۔ ۹ لاٹھیوں کے نشان اب تک موجود تھے۔

تحریک سول نافرمانی میں آپنے گرفتاری دی اور کافی مصائب سے دوچار ہوئے بھٹو حکومت نے بھی جیل میں بے پناہ تشدد کیا۔ آپنے تحریک ختم نبوت میں تحصیل جڑانوالہ میں تمام علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ جرأت مندانہ اور بے باکانہ تقاریر کے ذریعے نوجوانوں میں ایک نیا جوش، ولولہ اور عزم پیدا کیا۔

حالیہ تحریک نظام مصطفےٰؐ میں فیصل آباد اور جڑانوالہ میں مختلف جلوسوں کی قیادت کی اور گرفتاری بھی دی۔ انہوں نے ہمیشہ اسلام کے نفاذ کیلئے اپنا تن من اور دھن قربان کرنے سے کبھی گریز نہیں کیا۔ انکی وجہ سے نظام مصطفےٰؐ کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلے کی تحریکوں میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ شاید ہی پورا ہو سکے۔ موجودہ تحریک نظام مصطفےٰؐ میں انکا کردار با صفات بالکل اس طرح ہے جیسے

بڑھاپے میں جوانی سے زیادہ جوش ہوتا ہے
بھڑکتا ہے چراغِ صبح جب خاموش ہوتا ہے

وہ ایک نڈر سپاہی، بیباک مجاہد اور سیاسی اور سماجی کارکن تھے مختصر یہ کہ وہ شمع رسالت کے پروانے، ختم نبوت کے پرستار، اسلامی آئین کے علمبردار اور نظام مصطفےٰؐ کے داعی تھے۔ اس ملک میں نظام مصطفےٰؐ کے نفاذ کے لئے اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں ایک حسرت لئے وہ مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ رب العٰلمین سے دست بستہ دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین!!!

ڈاکٹر محمد یاسین کلسی

مولانا محمد شفیق دولت زئی کے والد محترم انتقال کر گئے

مولانا محمد شفیق دولت زئی

کے والدِ محترم انتقال کر گئے

اِنّا لِلّٰہ واِنّا الیہ راجعون

جمعیۃ علماء اسلام قلعہ سیف اللہ بلوچستان کے ممتاز راہنما مولانا محمد شفیق دولت زئی کے والدِ محترم گذشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ اِنّا لِلّٰہ واِنّا الیہ راجعون۔

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحد اور ناظم عمومی حاجی محمد زماں خان اچکزئی نے ایک مشترکہ تعزیتی بیان میں مرحوم کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ رب العزت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ اور مولانا محمد شفیق دولت زئی و دیگر اعزہ واقرباء کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

مولانا زاہد الراشدی بہاولپور

ڈویژن کا دورہ کریں گے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق بہاولپور ڈویژن کا دورہ کریں گے اور جماعتی احباب ورفقاء سے تنظیمی وسیاسی امور پر تبادلۂ خیالات کریں گے۔

۱۴ر جنوری	ہفتہ	صادق آباد ،	رحیم یار خان
۱۵ر ؍؍	اتوار	خان پور ،	لیاقت پور
۱۶ر ؍؍	پیر	احمد پور شرقیہ ،	بہاولپور
۱۷ر ؍؍	منگل	خیرپور ٹامیوالی ،	حاصل پور
۱۸ر ؍؍	بدھ	چشتیاں ،	ہارون آباد
۱۹ر ؍؍	جمعرات	بہاولنگر ،	منچن آباد

گومل یونیورسٹی کو تباہی سے بچایا جائے

مولانا قاضی عبداللطیف

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا قاضی عبداللطیف نے ایک بیان میں کہا ہے کہ موسم گرما میں دریاؤں کی طغیانی سے بعض ساحلی علاقوں کی تباہی جانی اور مالی نقصان پاکستانیوں کا مقدر بن چکا ہے۔ ہر سال کروڑوں روپے کی جائیدادیں دریاؤں کی نذر ہو جاتی ہیں۔ سینکڑوں قیمتی جانیں لقمۂ اجل ہوتی ہیں ــــ رفع الوقتی کے طور پر انتظامیہ جو کچھ کرتی ہے اس کو اس وقت زیر بحث لانا بعد از وقت ہے۔ لیکن آپ یقین کریں یا نہ کریں یہ ایک حقیقت ہے کہ سیلابی موسم کے گزرنے کے باوجود دریائے سندھ کی کٹائی کا عمل بڑی تیزی سے مختلف علاقوں میں بدستور جاری ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں موضع ملانہ مکمل طور پر دریا برد ہونے کے بعد اب دوسرے قریبی دیہات اور گومل یونیورسٹی کا علاقہ اس کی زد میں ہے۔ متعدد درخواستوں کے باوجود اس وقت تک کوئی عملی اقدام نہیں کیا گیا۔ اگر اس کے روک تھام کی طرف فوری توجہ نہ کی گئی تو اس سے کروڑوں روپے کی مالیت کا نقصان ہوگا۔

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ واپڈا۔ ڈیرہ دریا خان پل کی تعمیر کا کام عنقریب دریا خان سے شروع کرنے والا ہے۔ ممکن ہے اس میں محکمہ متعلقہ کو بعض انتظامی سہولتیں ہوں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ دریا خان سے شروع کردہ کام جب ڈیرہ اسماعیل خان تک پہنچے گا تو گومل یونیورسٹی سمیت بہت سے دیہات دریا کے نذر ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے اس علاقہ کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ پُل کی تعمیر کا کام ڈیرہ اسماعیل خان ہی سے شروع کیا جائے۔ خصوصاً جبکہ پل وغیرہ کی تعمیر کے لئے ڈیرہ کے قریبی پہاڑوں سے پتھر ریگ وغیرہ آسانی سے سستے طریقے سے مہیا ہو سکتی ہے۔ نیز کٹائی سے متاثرہ لوگوں کو امداد اور رہائش کے لئے جلد از جلد زمین مہیا کی جائے۔

ماہانہ مجلس ذکر

ـــ . ـــ . ـــ . ـــ .

حسب سابق یکم جنوری بروز اتوار بعد نماز مغرب مسجد خضراء سمن آباد میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ مجلس ذکر کرائیں گے، احباب سے شرکت کی اپیل ہے،

حاجی ظہیر الدین جنرل سیکرٹری مسجد خضراء سمن آباد لاہور۔

تعزیتی اجلاس جڑانوالہ

دارالعلوم امینیہ میں مرحوم بابا سلطان احمد کی روح کو ایصالِ ثواب کے لیے ختم قرآن مجید ہوا بعد از نماز جمعہ زیر صدارت مولانا میر زاہد مدظلہ امیر جمعیت علماء اسلام جڑانوالہ تحصیل جڑانوالہ کی جمعیت علماء اسلام کا ایک تعزیتی اجلاس ہوا، تلاوت قرآن مجید کے بعد ڈاکٹر محمد یاسین کلسی ناظم نشر واشاعت تحصیل جڑانوالہ نے ایک مختصر بیان میں حاجی بابا سلطان احمد کی وفات پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا۔ اشکبار آنکھوں کے ساتھ تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم ایک نڈر سپاہی اور بیباک مجاہد تھے، اُنہوں نے ہر تحریک میں بے پناہ قربانیاں دے کر جڑانوالہ کا نام روشن کیا۔ خاص کر اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے اُنہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہمیں یہ نڈر اور بہادر جانباز جو قوانین شریعت کیلئے اپنا تن من اور دھن قربان کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے، ہمیشہ یاد رہے گا۔

مولانا میر زاہد مدظلہ نے اپنے خطاب کے دوران گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور فرمایا آج ہم اپنے ایک اہم ساتھی کی کمی شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔ مرحوم کے پسماندگان کے لیے (جو ایک بیوہ اور دو بچوں پر مشتمل ہے) جماعت کی طرف سے ماہانہ رقم مقرر کی جائے گی۔ آخر میں دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات فرمائے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین) ڈاکٹر محمد یاسین کلسی،

کاروائی اجلاس

جمعیت علماء اسلام شہر رحیم یار خان کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب طارق امیر جمعیت شہر ہوا۔ جس میں قاری حماد اللہ صاحب حضرت مولانا رشید احمد سمیت تمام کارکنوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں مختلف امور پر غور کیا گیا۔ اجلاس میں یہ طے پایا کہ شہر میں رابطہ کا سلسلہ شروع کیا جائے مختلف کالونیوں میں درس قرآن کا اہتمام ہو، یہ بھی طے پایا کہ جماعت کا ایک وفد جس میں قاری حماد اللہ صاحب، مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی حاجی عبدالرحمٰن اور حافظ غلام محمد صاحب، شہر میں مختلف حضرات سے ملاقات کر کے ان کو جماعت میں شمولیت کی دعوت دیں گے نیز ہفت روزہ اجلاس میں اپنی رپورٹ پیش کریں گے، اور اجلاس میں تمام اراکین نے اسی بات پہ زور دیا کہ حالیہ پوزیشن کو مستحکم کیا جائے، اس سلسلہ میں مختلف تجاویز پیش کی جائیں، اجلاس میں قائد جمعیت حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ کی صحت کیلئے دعا کی

حکیم بابا سلطان احمد انتقال کر گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

جمعیۃ علماء اسلام جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کے ممتاز راہنما حکیم بابا سلطان احمد گذشتہ دنوں انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جمعیۃ کے صوبائی امیر مولانا عبید اللہ انور اور ناظم عمومی قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ نے ایک تعزیتی بیان میں مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرحوم انتہائی مخلص اور نڈر سیاسی و سماجی کارکن تھے، اور انہیں اپنے اکابر بالخصوص قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحؒ اور ان کے مقدس مشن سے والہانہ عقیدت تھی،

ان کی وفات سے جمعیۃ علماء اسلام ایک مخلص انتھک، اور بے باک کارکن سے محروم ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں، آمین یا الہ العالمین۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی دفتر میں مرحوم کو ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی گئی، اور ان کی مغفرت کے لیے دعا کی گئی، ادارہ ترجمان اسلام بھی حکیم صاحبؒ کی وفات پر ان کے پس ماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں۔

(ادارہ)

زرعی ٹیکس کی آمدنی سے دیہات میں کارخانے لگائے جائیں

قاری نور الحق قریشی ناظم اعلیٰ ناظم جمعیۃ علمائے اسلام صوبہ پنجاب نے اپنے ایک بیان میں پرانے فرسودہ زرعی نظام کی بحالی پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے، انہوں نے کہا ہے، کہ حالیہ زرعی نظام میں مختلف حکومتوں نے جو تھوڑی بہت اصلاحات کی ہیں، ان کو اگر ختم کیا گیا۔ تو ۸۰٪ دیہاتی عوام میں بددلی اور ہیجان پیدا ہوگا۔ موجودہ اصلاحات میں کم از کم اتنا تو ضرور ہوا ہے، کہ آبیانہ کا سینکڑوں سال پرانا طریقہ ختم کر کے آبیانہ مالک کے ذمے لگایا گیا ہے، اب چند جاگیردار اس نظام کو ختم کرا کر آبیانہ کسان کے سپرد کرنا چاہتے ہیں، جو کسی طور پر جائز نہیں۔

جہاں تک زرعی انکم ٹیکس کا سوال ہے، اگر شہروں میں بارہ ہزار سے زیادہ آمدنی پر ٹیکس لگ سکتا ہے، تو کیا وجہ ہے، کہ جو جاگیردار کسانوں کا خون چوس کر لاکھوں روپے کماتا ہے، اس پر زرعی ٹیکس نہ لگایا جائے اس زرعی ٹیکس میں کسی قسم کی مشکلات پیدا نہیں ہوں گی نہ ہی پیداوار میں کمی واقع ہوگی۔ بلکہ جو زرعی ٹیکس کروڑوں روپوں کی صورت میں وصول ہوگا، یہ تمام کا تمام زرعی ترقی پر خرچ ہوگا، اور دیہاتوں میں نئی صنعتیں قائم کی جاسکیں گی۔

تمام صوبائی اور ضلعی شاخیں توجہ کریں

جمعیۃ علماء اسلام کی تمام صوبائی و ضلعی شاخوں سے گذارش ہے کہ دستور کے مطابق ۱۳۹۷ھ کے حسابات اور رپورٹ کارگذاری مکمل کر کے بالائی جمعیت کی وساطت سے بلا تاخیر مرکزی دفتر کو بھجوائیں، تاکہ سالانہ مرکزی رپورٹ مکمل کی جاسکے نیز ہر سطح کی جمعیۃ کے ناظم عمومی سے عرض ہے کہ وہ ماتحت جمعیتوں کے دفتری تنظیمی اور مالیاتی نظام کو دستور کے مطابق چیک کرنے کا اہتمام کریں۔ راقم الحروف خود بھی وقتاً فوقتاً صوبائی و ضلعی دفاتر کے حسابات اور کارکردگی کو چیک کرتا رہے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اصغر ابو عمار زاہد الراشدی مرکزی ناظم برائے دفتری امور و نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام پاکستان۔

مولانا عبد المجید ندیم پر پانچ اضلاع میں داخلہ کی پابندی

ملتان، تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا عبد المجید ندیم پر گجرات، کیمبل پور، جھنگ، ساہیوال، خیرپور، پانچوں اضلاع میں داخل ہونے کی پابندی عائد کر دی گئی ہے، جب کہ کیمبل پور کے مجسٹریٹ نے وارنٹ گرفتاری بلا ضمانت جاری کر رکھے ہیں۔

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت کے صدر مولانا عبد الشکور دین پوری اور جمعیۃ علمائے اسلام کے مقامی رہنماؤں ملک عطاء اللہ، حاجی حق نواز، نور عالم قریشی، قاری نور الحق، حاجی ہدایت اللہ، خواجہ محمد افضل حق، مولانا عبد القادر قاسمی اور شیخ محمد یعقوب نے ایک مشترکہ بیان میں علمائے کرام پر پابندیاں اور مقدمات واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا ہے،

حضرت مولانا عبد الستار صاحب کو جمعیۃ علماء اسلام ضلع وہاڑی کا امیر نامزد کر دیا

جمعیۃ علما اسلام ضلع وہاڑی کے قائم مقام ناظم عمومی حافظ شبیر احمد نے کہا ہے کہ گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام ضلع وہاڑی کی مجلس عاملہ کا اجلاس دفتر جمعیۃ علماء اسلام وہاڑی میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں جناب ظہیر احمد شاہ کے استعفا کو غور و خوض کے بعد منظور کر لیا۔ ضلعی امیر نے اپنی بعض ذاتی مجبوریوں کی بنا پر امارت سے استعفا دے دیا ہے اور کہا ہے کہ میں جماعت کا بدستور رکن رہوں گا۔

بعد ازاں ضلعی مجلس عاملہ نے حضرت مولانا عبد الستار صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ وہاڑی کو آئندہ جماعتی انتخاب تک جمعیۃ علماء اسلام ضلع وہاڑی کا امیر نامزد کر دیا ہے۔

جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

مورخہ ۱۶ دسمبر بعد از نمازِ جمعہ مرکزی جامع مسجد میں ایک ہنگامی اجلاس زیرِ صدارت مولانا میر زاہد مدظلہٗ منعقد ہوا۔ جس میں ڈاکٹر محمد یاسین کلیمی ناظم نشر و اشاعت تحصیل جڑانوالہ نے ایک مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ کے فرمان کے مطابق سالِ نو کو نظام مصطفٰےؐ کا سال قرار دیا جائے۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعے اِس سلسلے میں خصوصی پروگرام مرتب کیے جائیں۔ نظامِ مصطفٰےؐ کی اہمیت اور افادیت بیان کی جائے۔

آخر میں جمعیت علماء اسلام کے تمام عہدیداروں اور کارکنوں نے مولانا مفتی محمود کی بیماری کی وجہ سے بے حد نقاہت اور کمزوری پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے خصوصی دُعا کی۔

شورکوٹ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی وفات پر امیر جمعیت العلماء اسلام حافظ امیر علی صاحب ناظم جمعیت العلماء اسلام صوفی محمد صدیق۔

چوہدری محمدؐ شریف

چوہدری محمدؐ صادق

چوہدری نذیر احمد

صوفی محمد صدیق ناظم اعلیٰ جمعیت العلماء اسلام محلہ عثمان پور، حافظ عبدالعزیز صاحب، ۲۰۶ چگ والوں نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور مولانا کے لیے جنت الفردوس کی دُعا کی۔

مجلس تحفظ حقوق اہل سُنت والجماعت

پاکستان کے وفد کی جمعیۃ علماء اسلام

کراچی سینٹر کے مرکزی دفتر لیاقت

آباد میں آمد،

گذشتہ دنوں کراچی جیسے شہر میں مجلس تحفظ حقوق اہلسنت والجماعت پاکستان کراچی کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والی عظیم الشان خلافت راشدہ کانفرنس میں شرکت کے لیے مجلس تحفظ حقوق اہلسنت والجماعت پاکستان کے ممتاز مبلغین اور مقررین بھی مجلس کے صدر مولانا عبدالشکور دین پوری اور جنرل سیکرٹری مولانا سید عبدالمجید ندیم کی قیادت میں کراچی آیا تو موقعہ پر یہ ممتاز علماء اور مبلغین کی جماعت جمعیۃ علماء اسلام کراچی سینٹر کے مرکزی دفتر واقع شہیدوں مجاہدوں، غازیوں کی بستی لیاقت آباد میں بھی تھوڑی دیر کے لیے آ گئی۔ اس موقعہ پر مجلس تحفظ حقوق اہل سُنت والجماعت پاکستان کے صدر مولانا عبدالشکور دین پوری اور جنرل سیکرٹری مولانا سید عبدالمجید ندیم نے جو تاثرات معائنہ بک میں ثبت فرمائے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

نقل تاثرات از معائنہ بک

خطیب العصر مولانا عبدالشکور

دین پوری

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

آج مورخہ ۱۲/۱۲/۹ بمع احباب مجلس تحفظ حقوق اہل سُنت و مرکزی ناظم اعلیٰ صاحب سیّد ندیم دفتر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام کراچی سینٹر لیاقت آباد میں حاضری کا اتفاق ہوا، جب کہ علامہ زاہد الراشدی نائب ناظم اعلیٰ بھی موجود تھے۔

الحمدللہ دفتر کو دیکھ کر دل خوش ہوا۔ دفتر شاندار مقام پر واقع ہے، بورڈ لاجواب خوب اور عظیم ہے، ماشاء اللہ دور سے جلی حرفوں میں نظر آتا ہے، دفتر میں درکرارکان جمعیۃ موجود تھے، رونق تھی یہ سب مقامی جمعیت کے مولانا مجاہد اسلام زکریا صاحب کی کاوش و محنت کا نتیجہ ہے انشاء اللہ کام پورے کراچی میں چل نکلیگا ابھی کوشش نظم و ضبط محنت لٹریچر کی ضرورت ہے جمعیۃ واحد سیاسی مذہبی جماعت بھی ہے جسکو اللہ نے مفکر اسلام مفتی اعظم حضرت العلامہ محمود جیسی عظیم ہستی عطا کی ہے، علماء طلباء وکلاء تجار کو چاہیئے، کہ جمعیت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر صبح و شام کام کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتحاد جذبہ جہاد عطا کرے آمین،

وما توفیقی الا باللہ۔ والسلام

محمد عبدالشکور دین پوری صدر مجلس تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت ۲۸ ذوالحج سنہ ۱۳۹۷ء

نقل تاثرات از معائنہ بک

واعظ خوش الحان حضرت

مولانا سید عبدالمجید ندیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

جمعیۃ علماء اسلام کراچی سینٹر کے مرکزی دفتر واقع لیاقت آباد میں حاضری کا اتفاق ہوا حضرت مولانا علامہ دین پوری مدظلہ اور مولانا عبدالحیؔ صاحب جام پوری بھی تشریف لائے۔

دفتر کی جائے وقوع بہت خوب ہے ابتدائی مرحلہ میں مشکلات کے ہوتے ہوئے حرف آغاز حوصلہ افزا ہے،

مولانا محمد ذکریا صاحب مدظلہ کا ذوق عمل اور ایثار مسلسل جماعت کی متاعِ عزیز ہے، کارکنوں کا اخلاص اور کچھ کر گذرنے کی دھن مایۂ ناز ہے اگر عملی زندگی میں مزید حدت اور جوش آجائے تو کاروان کی سست رفتاری کا ازالہ ہو اور منزل مقصود تک پہنچنے میں بہت جلد کامیابی ہو سکتی ہے خدا کرنے ہم اپنے اسلاف کے سچے وارث ثابت ہو سکیں،

حضرت درخواستی مدظلہٗ قائد جمعیت حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی زندگیوں میں رب العزت برکت عطا فرمائیں،

—— عبدالمجید ندیم

بقیہ صفحہ ۲۶ پر

طلبہ کی ڈائری — رپوٹنگ — ظہیر میر

جماعتی آرگن ماہنامہ "عزمِ نو" یکم فروری سے منظرِ عام پر آرہا ہے

ظہیر میر مرکزی ناظمِ اطلاعات منتخب کر لیے گئے!

مرکزی راہنما عنقریب تمام صوبوں کا ہنگامی دورہ کریں گے!

(مرکزی مجلسِ شوریٰ کے فیصلے)

جمعیتہ طلبار اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام سہ روزہ عظیم الشان تربیتی اجتماع کے اختتام پر جمعیتہ طلبا اسلام کی مرکزی مجلسِ شورای کا اجلاس زیرِ صدارت میاں محمد عارف مرکزی صدر جمعیتہ طلبار اسلام پاکستان منعقد ہوا۔ اجلاس کی کاروائی کا آغاز، صاحبزادہ اجمل قادری مرکزی ناظم مالیات کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ یہ اجلاس تقریباً سات گھنٹے جاری رہا۔ اور اس میں جماعتی کام کو مزید مؤثر بنانے کیلئے نہایت اہم فیصلے کیئے گئے۔ ایک فیصلے کے مطابق جمعیت طلبار اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام ماہنامہ "عزمِ نو" یکم فروری سے شائع ہوگا۔ "عزمِ نو" کی اشاعت کے تمام انتظامات مکمل کر لیئے گئے۔ تمام مرکزی راہنماؤں نے اِس موقع پر تمام اراکین جمعیتہ کو خوشی کا پیغام دیا ہے، انہوں نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ ہمارے لیے بڑی خوشی کا مقام ہے کہ انتہائی مشکل حالات کے باوجود ہم اپنا جماعتی آرگن شائع کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں، آپ نے کارکنوں کو ہدایت کی ہے، کہ اِس پرچے کی اشاعت کو بڑھانے کے لیے بھرپور کوشش کی جائیں۔ زیادہ سے زیادہ خریدار بنائے جائیں۔ اور اپنے اضلاع کے خریداروں کی فہرست مرکزی دفتر کو ارسال کی جائیں، پرچے کی توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ لینا تمام کارکنوں کی ذمہ داری ہے، کارکنوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے قیمتی مشوروں اعلیٰ آرا سے نوازیں، تاکہ پرچے کی اشاعت کو مؤثر اور مناسب بنایا جا سکے۔

دریں اثنا مرکزی شورای کے فیصلے کے مطابق درج ذیل مرکزی رہنما ابتدائی طور پر صوبہ بلوچستان اور پھر سندھ کا دورہ کریں گے، دورہ کرنے والی ٹیم کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ جناب میاں محمد عارف صدر جمعیتہ طلبار اسلام پاکستان
۲۔ جناب جاوید ابراہیم پراچہ نائب صدر " " "
۳۔ جناب محمد فاروق قریشی ناظم عمومی " " "
۴۔ جناب ندیم اقبال اعوان مرکزی نائب صدر و صوبائی صدر جمعیتہ پنجاب
۵۔ جناب فضل الرحمٰن صاحب درخواستی ناظم جمعیتہ پنجاب

یہ راہنما پہلے دس روزہ دورہ پر بلوچستان جائیں گے۔ اور پھر واپسی پر صوبہ سندھ کا تفصیلی دورہ کریں گے۔ اِن کے دورے کی تاریخ کا بعد میں اعلان کیا جائے گا۔

مرکزی شورای کے اجلاس میں صوبوں میں ہونے والے تربیتی اجتماعات پر بھی غور کیا گیا اور تربیتی اجتماعات کی کارکردگی کو سراہا گیا۔ یاد رہے اِس سلسلے کے تحت صوبہ پنجاب میں پانچ تربیتی اجتماعات منعقد ہو چکے ہیں۔ صوبہ سندھ میں ایک عظیم الشان تربیتی اجتماع سکھر میں منعقد ہوا تھا۔ اسی طرح صوبہ سرحد میں بھی اکوڑہ خٹک میں اجتماع بڑا کامیاب رہا تھا، شوریٰ کے فیصلے کے مطابق اِن تربیتی اجتماعات کو مزید جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور اِن اجتماعات سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کے لیے مزید اقدامات پر بھی غور کیا گیا۔

شیڈول کمیٹی کا قیام

مرکزی مجلسِ شورای کے فیصلے کے مطابق تربیتی اجتماعات کا شیڈول ترتیب دینے کے لیے سہ روزہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے، اس کمیٹی کے اراکین کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ جناب میاں محمد عارف صدر جمعیتہ طلبا اسلام پاکستان
۲۔ جناب محمد ظہیر میر ناظم اطلاعات " " "
۳۔ جناب صاحبزادہ عبدالرؤف ربانی ناظمِ عمومی جمعیتہ صوبہ پنجاب

مشاہیرِ اسلام:- آئندہ ماہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کیلئے مختص ہوگا۔

مرکزی مجلسِ شورای میں مشاہیرِ اسلام کے ماہ

منانے پر بھی غور کیا گیا۔ شوریٰ کی نے اس پر بھی اطمینان کا اظہار کیا۔ اور تمام صوبوں کے ذمہ دار حضرات کو اس سلسلہ میں توجہ دینے کی ہدایت کی چنانچہ اس سلسلے کا آئندہ پروگرام یعنی ماہ جنوری حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے لیے وقف ہوگا۔ اس سلسلے میں ملک کے تمام حصوں میں مجالس مذاکرہ کے مباحثے وغیرہ منعقد ہوں گے، اور لوگوں کو حضرت شاہ عبدالعزیز کے عظیم کارناموں سے روشناس کرایا جائے گا۔

مالیات

مرکزی مجلسِ شوریٰ کے اجلاس میں مرکزی ناظمِ مالیات جناب صاحبزادہ محمد اجمل قادری نے اپنی کارروائی پیش کی۔ چنانچہ جمعیۃ کی مالی پوزیشن کو مضبوط بنانے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے، جو سارے پاکستان کا دورہ کرے گی، اور فنڈ جمع کرے گی۔ اس سلسلہ میں جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ عبدالحکیم اکبری صاحب
۲۔ صاحبزادہ محمد اجمل قادری صاحب
۳۔ سید سراج احمد شاہ صاحب
۴۔ جاوید ابراہیم پراچہ صاحب
۵۔ صاحبزادہ فضل الرحمٰن صاحب درخواستی
۶۔ محمد ظہیر میر
۷۔ صاحبزادہ عبدالرؤف ربانی صاحب
۸۔ سیف اللہ صاحب دین پوری

تربیتی اجتماع انتہائی کامیاب رہا
تقریباً ۲۰۰ طلبائے نے شرکت کی۔

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہونے والا تربیتی اجتماع نہایت کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ یاد رہے یہ اجتماع شیرانوالہ لاہور میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کی کل آٹھ نشستیں منعقد ہوئیں، اور ملک بھر سے تقریباً ۲۰۰ سے زائد طلباء نے شرکت کی۔ پورے پروگرام کو انتہائی توجہ اور انہماک سے سنا۔ آٹھ نشستوں سے مختلف علمائے کرام نے خطاب فرمایا۔ اجتماع کی افتتاحی نشست سے جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب نے خطاب فرمایا۔ اس اجلاس کی صدارت جناب میاں محمد عارف نے فرمائی اور تلاوتِ کلام پاک جناب مقبول احمد نے کی۔ اس اجلاس سے صاحبزادہ محمد اجمل قادری نے اپنے پُرخلوص جذبات کے اظہار سے طلبہ کو زندگی کی ایک نئی روح پھونک دی۔

اجتماع کی دوسری نشست بعد از نماز مغرب ۲۳ دسمبر بروز جمعہ زیر صدارت میاں محمد عارف منعقد ہوئی، اس نشست سے جناب علامہ اکرام القادری مدیر ہفت روزہ ترجمان اسلام نے نہایت شستہ اور شگفتہ انداز میں "تنظیم اور طریقہ کار" کے موضوع پر نہایت مفصل خطاب فرمایا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے جس انداز سے اپنے موضوع کو نبھایا، واقعی تربیت کرنے کا حق ادا کر دیا۔

اجتماع کی تیسری نشست ۲۴ دسمبر بروز ہفتہ صبح نو بجے زیر صدارت ہمت علی گھگھرانی صدر جمعیۃ طلباء اسلام ضلع جیکب آباد منعقد ہوئی اس اجلاس کا آغاز مقبول احمد صاحب کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ اس نشست سے ہمت علی گھگھرانی نے بھی نہایت پُرجوش اور تنظیمی امور سے متعلق خطاب فرمایا۔ اس نشست کے مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدیر بینات نے "ضرورت نبوت اور ختم نبوت" کے عنوان سے تقریباً تین گھنٹے خطاب فرمایا۔ اور موضوع کی اہمیت کو نبھانے کا حق ادا کر دیا۔ اس نشست سے جناب جاوید ابراہیم پراچہ مرکزی نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے بھی "جمعیۃ طلباء اسلام اور دیگر طلبہ تنظیمیں" کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ اس نشست سے مفتی محمد عبداللہ نے بھی خطاب فرمایا۔

اجتماع کی چوتھی نشست بعد از نماز ظہر ٹھیک دو بجے شرف الدین حامد کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ اس اجلاس کی صدارت حضرت مولانا محمد اسحاق امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور نے فرمائی۔ اس نشست سے جاوید اقبال آف سیالکوٹ حافظ عبدالغفور صاحب جنرل سیکرٹری سرحد طلباء اتحاد اور نائب صدر جمعیت طلباء اسلام صوبہ سرحد نے خطاب فرمایا۔ اس نشست کے مہمان خصوصی جناب چودھری عبدالمتین ایڈووکیٹ تھے انہوں نے "قدیم اور جدید نظام کا تقابلی مطالعہ" کے عنوان سے مفصل خطاب فرمایا۔ اور یہ نشست آخر میں حضرت مولانا محمد اسحاق کی دُعا کے دلپذیر سے اختتام پذیر ہوئی۔

اجتماع کی پانچویں نشست جناب عبدالخالق ندیم کی تلاوتِ کلام پاک سے بعد از نماز عصر زیر صدارت حافظ منور حسین ضیاء آف صادق آباد منعقد ہوئی۔ اس نشست سے حضرت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب نے مفصل خطاب فرمایا۔

اجتماع کی چھٹی نشست بعد از نماز عشاء زیر صدارت جناب میاں محمد عارف مرکزی صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان منعقد ہوئی، یہ نشست مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس کے لیے مختص تھی، جس کی کارروائی آگے آ رہی ہے۔

اجتماع کی ساتویں نشست جناب ندیم اقبال اعوان صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کی زیر صدارت ۲۵ دسمبر صبح نو بجے منعقد ہوئی۔ اس اجلاس کا آغاز عبدالخالق ندیم کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ نشست سے قائد طلبہ جناب میاں محمد عارف نے "علماء حق کی قیادت کیوں" کے عنوان سے نہایت مدلل طریقے سے مفصل خطاب فرمایا۔ اس نشست سے حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب نے "ہم کام کیسے کریں" کے عنوان سے خطاب فرمایا، اس نشست سے حضرت مولانا سعید الرحمٰن علوی نے "صحابہ کرام اور معیار حق ہیں" کے عنوان سے خطاب فرمایا۔

اجتماع کی آخری اور آٹھویں نشست سے جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب نے خطاب فرمایا۔ اس نشست سے خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد اجمل سرپرست جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے جس انداز سے خطاب فرمایا۔ وہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے، اُن کی تقریر میں بندہ نے اکثر سامعین نے کو روتے ہوئے دیکھا، اُن کی مفصل اور پوری تقریر انشاء اللہ آئندہ "عزم نو" میں شائع کیجائے گی۔ اس نشست سے حضرت مولانا محمد یعقوب

آف ساہیوال نے اپنے خطاب میں حضرت مولانا مفتی محمود دامت برکاتہم کے دورہ لندن کی مفصل روداد سنائی۔

مرکزی مجلسِ عمومی کا اجلاس

تربیتی اجتماع کے دوران ۲۴ دسمبر بعد از نماز عشاء مرکزی مجلسِ عمومی کا اجلاس زیرِ صدارت میاں محمد عارف صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان منعقد ہوا۔ اس نشست میں محمد فاروق قریشی نے جمعیۃ کی ایک سالہ کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔ اس کے علاوہ چاروں صوبوں کے قائدین نے اپنی ایک سالہ کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔ صوبہ پنجاب سے جناب عبدالرؤف ربانی جنرل سیکرٹری جمعیۃ پنجاب نے اپنے صوبے کی مکمل رپورٹ پیش کی۔ صوبہ سرحد کی طرف سے عبدالغفور صاحب نے جو کہ صوبے کی جمعیۃ کے نائب صدر ہیں، اپنے صوبے کی تفصیلی رپورٹ پیش کی۔ صوبہ بلوچستان سے جناب سکندر خان عیسٰی خیل صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد نے اپنے صوبے کی رپورٹ پیش کی اور صوبہ سندھ کی طرف سے وہاں کے نائب صدر صاحب نے اپنے صوبے کی رپورٹ پیش کی۔

مرکزی ناظمِ اطلاعات کا انتخاب

مرکزی مجلسِ عمومی کے اجلاس میں اتفاق رائے سے محمد ظہیر میر کو مرکزی ناظمِ اطلاعات منتخب کر لیا گیا۔ انہوں نے باقاعدہ اپنی ذمہ داریوں کا حلف اٹھا لیا ہے، یہ حلف میاں محمد عارف مرکزی صدر نے ایک سادہ اور پُر وقار تقریب میں اُن سے لیا۔ یاد رہے اس سے قبل مرکزی صدر میاں محمد عارف نے ایک حکم کے ذریعے سابقہ سیکرٹری اطلاعات کو پوری طرح ذمہ داریاں ادا کرنے کی پاداش میں اپنے عہدے سے خارج کر دیا تھا۔

ہارون آباد

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام ہارون آباد کے کارکنان کا ایک اجلاس زیرِ صدارت جناب راؤ حمید الرحمان صاحب منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مقامی شاخ کے عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ چیف الیکشن کمشنر کے فرائض جناب ملک خلیل احمد اعوان صاحب ضلعی صدر جمعیۃ طلباء اسلام بہاولنگر نے انجام دیئے۔ اتفاق رائے سے درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست: جناب راؤ حمید الرحمان صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام ہارون آباد

صدر: جناب محمد ارشد اچھا صاحب سکینڈ ائیر

نائب صدر اول: حافظ عبدالخالق آزاد

" " دوم: رانا مقصود الٰہی صاحب بی اے فائنل

ناظم عمومی: فرحت جاوید " "

ناظم نشریات: غفار علی خلجی سکینڈ ائیر

" مالیات: مقبول احمد

ناظم دفتر: غلام مرتضیٰ سکینڈ ائیر۔ بعد میں ضلعی صدر صاحب نے حلف وفاداری لیا۔ اور مفصل خطاب بھی فرمایا۔

وضاحت

مرکزی مجلسِ عمومی کے اجلاس میں ایک حکم کے ذریعے مرکزی معاون برائے مالیات جناب محمد اقبال اختر کو ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دیا گیا تھا، لیکن بعد میں ایک فیصلے کے ذریعے محمد اقبال اختر کو باقاعدہ معاون برائے مرکزی مالیات برقرار رکھا گیا ہے، چنانچہ تمام جماعتی احباب سے گذارش ہے کہ محمد اقبال اختر صاحب سے مالی تعاون فرما کر مشکور فرمائیں۔

رحمان پورہ

لاہور۔ گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام لاہور حلقہ رحمان پورہ کے اراکین کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اور اتفاق رائے سے درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر: جناب شبیر احمد ڈیروی صاحب

ناظم عمومی: تنویر احمد صاحب

اور ناظم مالیات: شبیر احمد صاحب

ناظم اطلاعات: محمد اختر ندیم صاحب اجلاس سے شبیر احمد صاحب، نذیر احمد صاحب اور محمد اختر ندیم صاحب نے خطاب فرمایا۔

آئندہ صوبائی تربیتی اجتماع ۹ تا ۱۱ فروری مدرسہ مخزن العلوم خانپور میں منعقد ہوگا۔

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام آئندہ چھٹا سہ روزہ تربیتی اجتماع مدرسہ مخزن العلوم خانپور میں ۹ تا ۱۱ فروری منعقد ہوگا۔ عنقریب تمام اضلاع کو دعوت نامے جاری کر دیئے جائیں گے۔ احباب مطلع فرمائیں۔

صوبائی راہنماؤں کے تنظیمی دورے

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے راہنما درج ذیل پروگرام کے تحت مختلف علاقوں کا تنظیمی دورہ کریں گے۔

جناب ندیم اقبال اعوان

۱۰ جنوری ــــ ضلع ساہیوال

۱۱ جنوری ــــ " شیخوپورہ

۱۲-۱۳ جنوری ــــ " گوجرانوالہ

۱۴ جنوری ــــ " جہلم

۱۵ جنوری ــــ " ملتان

جناب ظہیر میر

۱۳ جنوری ــــ ضلع جھنگ

۱۴ جنوری ــــ " فیصل آباد

جناب صاحبزادہ عبدالرؤف ربانی

سیالکوٹ، گجرات

منڈی بہاؤالدین، کیمبل پور

اوچ شریف

گذشتہ دنوں اوچ شریف میں تنظیم اہل سنت کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا محمد رمضان صاحب نعمانی منعقد کیا گیا، جس میں مولانا محمد اسماعیل صاحب قاسمی مولانا محمد شریف صاحب احمد پور شرقیہ اور مولانا رشید احمد عباسی نے خطاب کیا۔ حضرت عثمان ذوالنورین حالات زندگی پر روشنی ڈالی اور فرمایا، کہ حضرت عثمان غنی کی تمام زندگی عشق نبوی میں ڈوبی ہوتی ہے اور انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی کی سیرت میں ایثار قربانی اور عدل وانصاف کی جو مثالیں ملتی ہیں وہ ہمارے لئے اور تمام امت محمدیہ کے لیے نمونہ نجات ہیں۔ آخر میں شعراء کرام جناب خلیل الرحمٰن خلیل اور خصور بخش خالد نے مناقب عثمان غنی پر نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

زبان بندی

گذشتہ دنوں ڈی سی جھنگ نے ضلع جھنگ کے مشہور ومعروف خطیب اور مبلغ مولانا حق نواز صاحب کی ایک ماہ کے لیے زبان بندی کے احکام صادر کر دیے جب کہ جھنگ یا کسی اور مقام پر مولانا نے کوئی ایسی قابل اعتراض تقریر بھی نہیں کی۔
مولانا نے اپنی زبان بندی کے خلاف رٹ داخل کر دی ہے، ضلع جھنگ جمعیتہ علماء اسلام کے رہنماؤں نے مولانا کی زبان بندی کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے،

انتقال پر ملال

گذشتہ دنوں جمعیتہ علماء اسلام لڈبہ ٹیک سنگھ کے سرگرم کارکن چوہدری محمد صدیق صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔
اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور پسماندگان کو خداوند کریم صبر وجمیل عطا فرمائے (آمین)

رستم (ضلع سکھر)

گذشتہ روز جمعیت طلباء اسلام رستم کا اجلاس زیر صدارت نذیر احمد مہر دفتر جمعیتہ طلباء اسلام میں منعقد ہوا، اجلاس سے نذیر احمد صاحب اور دین محمد قریشی نے خطاب کیا۔ اجلاس میں جن طلباء نے شرکت کی ہے، اُن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔

عبدالغفار ، خیر محمد بردہی
محمد اقبال منگی ، حبیب الرحمٰن
علی اکبر ، عبدالستار آرائیں
عبدالحمید مہر ، غلام اللہ پنہور
عبدالصمد کلہوڑہ ، بشیر احمد مہر
عبدالصمد مہر ، عبدالعلیم مہر
عبدالقیوم ، غلام سرور بردہی
حافظ غلام سرور بلوچ ، ابوذر ،
ابو دردا ، عبدالستار مہاجر
ذوالفقار اور افتخار مہر

صوبہ سرحد کا دوسرا
تربیتی اجتماع ۲، ۳ فروری کو
"تنگی" میں منعقد ہوگا۔

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سرحد کا ایک پریس ریلیز کے مطابق صوبہ سرحد کی جمعیتہ کے زیر اہتمام دوسرا عظیم الشان تربیتی ۲، ۳ فروری کو بمقام تنگی میں منعقد ہوگا اس سلسلہ میں عنقریب دعوت نامے جاری کر دیئے جائیں گے۔

جہلم

جمعیت طلباء اسلام ضلع جہلم کے آرگنائزر جناب محمد محسن جاوید راہی نے گذشتہ روز منڈی بہاؤالدین کا تفصیلی دورہ کیا۔ منڈی بہاؤالدین میں آپ نے راجہ عبدالرزاق کو وہاں کا مقامی آرگنائزر مقرر کیا۔ اور عبدالاخلاق کو اُن کا معاون مقرر کیا ہے، نیز محمد سلیم کو کنوینئر گورنمنٹ ہائی اسکول منڈی بہاؤالدین۔ عبدالقیوم گجر کو مسلم ہائی سکول کا کنوینئر۔ راجہ مشتاق احمد کو گورنمنٹ تعمیر ملت ہائی سکول کا کنوینئر اور چوہدری عبدالقیوم کو اسلامیہ ہائی سکول کا کنوینئر مقرر کیا ہے۔

بقیہ شہر شہر سے :

اعظم ٹاؤن کراچی

آج رات ایک مجلس مذاکرہ بیاد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ منعقد ہوئی، جس میں حضرت قاری احمد یار عثمانی صاحب ناظم جمعیت علماء اسلام اعظم ٹاؤن کے زیر صدارت حضرت قاری حسین احمد صاحب امیر جمعیت نے خطاب کیا، حضرت عمر فاروقؓ کے دور کو [illegible] فاروق اعظم کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے متحد ہو جائیں۔ کیونکہ اسلام دشمن عناصر کے طریقوں سے نقاب اوڑھ کر نظام مصطفےٰ کا نعرہ لگا رہے ہیں، لیکن دراصل ان کا مقصد اسلامی نظام کو ناکام بنانا ہے، میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ وقت کا تقاضا یہی ہے، کہ آپ متحد ہو جائیں،
آخر میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں مارشل لاء حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ پاکستان اسلام کی خاطر حاصل کیا گیا ہے، اس میں فوراً اسلامی قانون نافذ کر دیا جائے، دوسری قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے، کہ اعظم ٹاؤن کی حالت ناگفتہ ہے، سڑکیں ٹوٹ گئی ہیں، گلیوں میں گندگی کے ڈھیر نظر آتے ہیں جس میں لوگوں کا زندگی گزارنا مشکل ہو گیا ہے، اس لیے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں، کہ اس کا فوراً بندوبست کیا جائے۔

انتخاب حدیث

مرتبہ:- سید محمود الحسن فاضل دیوبند

اس کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی کو ایک ایسی مؤثر اور دلنشین تشریحات کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے جس سے اصلاحِ باطن اور تزکیۂ نفس میں بڑی مدد ملتی ہے، یہ ایک بہترین تربیتی کورس ہے اُن نوجوانوں کے لئے جو خدا کی زمین پر خدا کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں، اور یہ مشعلِ راہ ہے اُن داعیانِ حق کے لئے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے اللہ کے کلمہ کو بلند کر رہے ہیں۔

ہم نے اسے اپنی روایات کے مطابق نہایت پرشائع کیا ہے۔ ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے ۴۰۰ صفحات
آفسٹ کی طباعت۔ قیمت ۱۲ روپے

مکتبہ اس...

ایک ضروری اعلان

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیروالی ضلع بہاولنگر کے سفیر حاجی علی محمد صاحب کو بعض وجوہ کی بنا پر مدرسہ ھذا کی سفارت و ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔

اس لئے جملہ معاونین و بہی خواہان مدرسہ ھذا کو بذریعہ اخبار ھذا اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ کے لئے مدرسہ ہذا کے نام انہیں کوئی چندہ وغیرہ نہ دیا جائے۔

بندہ **فضل محمد** مہتمم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ....
.... فقیر والی، ضلع بہاولنگر